ماہِ
ملکہ
مریم مظفر
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

ماہِ ملکہ

از

مریم مظفر

www.novelsclubb.com

انتساب۔۔۔

ماہِ ملکہ میرے لیپ ٹاپ کے نام جس نے گھنٹوں میری ٹائپنگ سپیڈ برداشت کی ہے اور ماہِ ملکہ مہر النساء شاہ میر کے نام جس نے اس سے بھی زیادہ گھنٹے میری کہانی سنی، سمجھی، پڑھی اور نکھاری ہے۔

اِن دونوں کے بغیر یہ سفر شاید کبھی شروع ہی نہ ہوتا۔

www.novelsclubb.com

ماہِ ملکہ

از مریم مظفر

قسط نمبر 6

www.novelsclubb.com

پچھلی اقساط

المیرا، فاطر، دبیر اور گل خود سے منسلک انفرادی وجوہات کی بنا پر ''ماہِ ملکہ کروز شپ'' سفر کرنے کی نیت سے آئے۔ مگر بد قسمتی سے، کروز پر کسی کو بھیانک طریقے سے قتل کر دیا جاتا ہے۔ان چاروں نے اس قتل کو حل کرنے کا تہیہ کیا ایک مرتبہ پھر اپنی الگ الگ وجوہات کی بنا پر۔اسی نیت سے وہ سب کروز کی گیلری میں جمع ہوئے جہاں لمیرا کی ایک لالچی غلطی ان سب کو ایک دوسری کائنات میں لے جاتی ہے۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب ملکہ

مگر آئے گا دن۔۔۔۔جب تکمیل ہوں گیں خواہشات ساری

تب سجے گا تاج، بچھے کا تخت، آئے گی ملکہ بخت

بچپن میں گھر آنے والے اخبار میں ایک کھیل ہوتا تھا۔بے رنگ بھول بھلیاں جس کے ایک سرے پر چوہا کھڑا ملتا اور دوسرے پر پنیر کی ڈلی۔چوہے کو مختلف راستوں سے گزار کر بس اس پنیر کے ٹکرے تک لے جانا ہوتا ہے۔المیرا بہت شوق سے سو طریقہ کر کے بھی اس چوہے کو پنیر کے ٹکرے سے دور رکھتی تھی۔

آج لگ رہا تھا وہ چوہا ہے اور قدرت اسے بے تحاشہ راستوں میں گھما کر اسکی منزل پنیر سے دور کر رہی تھی۔مگر سوال یہ تھا، اسکی منزل ہے کہاں؟

ایک راہداری سے دوسری، دوسری سے پھر تیسری۔ کبھی مڑتے کبھی رکتے۔ کہیں روشنی کے جلتے چراغ شعلہ پکڑتے، تو کہیں عورتیں جھک کر تعظیم دیتیں۔

کہیں اندھیری راہداریاں، تو کہیں لگتا زمین ہوا میں ڈگمگا رہی ہے۔

اب تو اس نے آس پاس سے گزرتے لوگوں کی گنتی بھی چھوڑ دی تھی۔

چار عورتوں کے نرغے میں چلتی وہ حیرت زدہ کم سوال زدہ زیادہ تھی۔ اس بات پر نہیں کہ وہ کہاں ہے؟ اس بات پر کہ وہ وہاں کیوں نہیں جہاں گل، فاطر اور دبیر تھے۔

ان عورتوں نے جب اسے جھک کر تعظیم دی تو وہیں مغرور سی "ماہِ نگار" آگے آئی۔ المیرا کو کندھوں سے تھامتے بلند کیا اور پھر عورتوں کے مجمع کی طرف پلٹی۔

" ہماری ملکہ آچکی ہیں۔" ایک ہاتھ بلند کرنے کی دیر تھی اور ہال کمرے میں ہل چل مچ گئی۔ المیرا آنکھیں چھوٹی کیئے نیلے کافتان والی عورت کو دیکھنے لگی۔

"اب آپ بلکل محفوظ ہیں ملکہ یہ آپ ہی کا گھر ہے۔" وہ آنکھیں جھپکتی حقیقت سے سمجھوتہ کرنا چاہ رہی تھی۔ یہ سب جو سامنے تھا یہ خواب تھا یا حقیقت۔

"تاج پوشی کی رسم کا انعقاد جلد ہو گا۔ تیاری کی جائے۔" تب المیرا نے ارد گرد غور کیا۔ اونچی کھڑکیاں، بلکہ بے تحاشہ ہی اونچی کھڑکیاں جن کے سامنے سے پردے ہٹے تھے۔ وہ روشنیوں سے منور ایک ہال کمرہ تھا۔

تاج والی عورت نے ایک مغرور ہاتھ اٹھایا تو تین عورتیں تیزی سے آگے بڑھی۔ وسیع چوڑے دروازے سست روی سے کھلتے ہی عورتوں کا جمگھٹا ایک طرف کو ہونے لگا۔

www.novelsclubb.com

ان سب کے لباس سنہری یا نارنجی کا ایک ہلکا رنگ تھے۔

المیرا کی طرف ایک کرخت مگر مؤدب سی نگاہ ڈالتے ماہِ نگار آگے چلنے لگی۔ تین عورتیں اسکے شانہ بشانہ آکھڑی ہوئیں اور اسے بھی چلنے کا اشارہ کیا۔

وہ چلتی نہ تو کیا کرتی دروازے کو پار کر گئی جہاں تین طرف کو جاتے راستے تھے۔

بائیں، دائیں، سامنے۔

تبھی اسکی آنکھوں کے سامنے فاطر کو نیزے کی نوک اور دبیر کو ایک دھکے کے زور سے بائیں طرف والے راستہ پر نجانے کہاں لے جایا جا رہا تھا۔ فاطر نیزے والی عورت سے سوال کر رہا تھا، دبیر خاموشی میں خود سے۔ روشنی کی قلت اور وہاں موجود کرخت چہرے والی عورتیں اسے اتنا تو بتا رہی تھیں کہ انہیں باغ کی سیر پر تو بلکل نہیں لے جا رہے۔

مگر پھر گل کیوں نہیں تھی ان کے ساتھ؟ کیوں گل کو نہایت احتیاط اور عزت سے سامنے کے راستے پر چلنے کا کہا؟ فاطر دبیر بہت بے رحمی سے گھسیٹتے دائیں جانب، احترام سے گل عین سامنے اور وہ۔

"ملکہ۔"

المیرا حال میں دوبارہ لوٹی۔ادب سے کہتی وہی بھاری تاج والی عورت اسکے سامنے کھڑی تھی۔المیرا نے خود کی طرف اشارہ کیا پھر ساتھ کھڑی دو عورتوں کو گردن گھما کر دیکھا۔وہ پتھر تھیں کیا۔سونے کے سکوں سے بنے نقاب کے پیچھے انکی آنکھیں مسلسل ایک سیدھ میں دیکھ رہی تھیں۔

"پرسکون ہو جائیں........اب یہاں ہمارے دشمن تو کیا ان کا کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔آپ چاہیں تو ہم پہلے حکیم کے پاس چلتے ہیں کیا معلوم انہوں نے کوئی اندرونی چوٹ دی ہو۔" وہ یہ یقین کرنا چاہ رہی تھی کے یہ سب وقت کا سفر ہے مگر پھر یہ عورتیں اس سے انگریزی میں کیوں بات کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

نگار نے جھک کر تعظیم پیش کی،المیرا کو کچھ سمجھ نہ آیا تو جواباً وہ بھی جھکی۔"کہیں یہ میرا سر ہی ناں قلم کر دیں۔"

بھاری تاج والی عورت کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔المیرا کو اب پکا یقین تھا سر نہ سہی ہاتھ تو گیا کام سے۔

"اس طرف۔" واپس مڑتے اسے مخاطب کیا اور پیتل سونے رنگ کے دروازہ کی جانب ہاتھ کیا۔ ساتھ کھڑی دو سنہرے چغوں اور نقاب سے ڈھکے چہرے والی عورتیں آگے بڑھی اور دروازہ کھولا۔ ایک پر نور روشنی اور بے تحاشہ خوشبو نے المیرا کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

چھندیائی آنکھوں سے اس نے کھلا دروازہ پار کیا اور جونہی اندر آئی المیرا کو لگا اسکا آدھا کیا پورا وجود ابھی بھی باہر ہے۔

یہ کمرہ شروع تو اسکے قدموں سے ہو رہا تھا مگر اس کا اختتام، وہ کہاں تھا؟

سامنے ہلکے سنہری اور گہرے نارنجی رنگ کا وسیع بستر جو کمرے میں موجود تمام سازوسامان کے مترادف تھا۔ مخملی نارنجی پردے۔ کمرے کے بیچوں بیچ زمین سے دو فٹ اوپر لکڑی کی گول میز جس کے عین سامنے ایک قد آور آئینہ تھا۔

المیرا کے بدن میں ایک خوشگوار سی حیرت پھیلی۔ نظریں کمرے کا کونا کونا ٹٹول رہی تھیں اور قدم من بھر کے۔ وہ عورت دوبارہ مڑی مگر اس بار المیرا کو نہیں ساتھ کھڑی دو عورتوں کو مخاطب کیا۔

"دروازے کے سامنے نگہبانی کرو، نہ اب کوئی باہر جائے نہ کوئی اندر آئے۔ (ایک نگاہ المیرا پر ڈالی) ملکہِ ماہ پہلے ہی بہت سہہ چکی ہیں۔" نگار کی جھڑیوں میں قدرے چین آیا اور بغور دیکھو تو ہلکی سی نرمی بھی دکھے گی۔ عزت سے سلام دیتیں وہ عورتوں یونہی اکڑی حالت میں باہر چلی گئی۔

کیا کھاتی تھیں وہ؟ ایک تو لمبی اوپر سے دیکھ کر یوں لگتا تھا ثابت چار آدمی نگل جائیں۔

اب کمرے میں المیرا تھی، ماہِ نگار اور اس عورت کے بغل میں کھڑی لال بھوری نگاہوں والی چھوٹی سی لڑکی۔

"بلبل !" سرخ جالی دار کپڑا سر پر بندھے وہ آگے بڑھی۔ "my queen) میری ملکہ !)" نگار نے ایک بازو سینے پر رکھتے المیرا کو جھکی نظروں سے مخاطب کیا۔ سمجھ تو اسے کچھ نہیں آیا مگر دیکھ کر اچھا لگا تھا۔

" یہ بلبل ہے، جب تک حالات سازگار نہیں ہو جاتے یہ آپ کے ساتھ کسی سایہ کی طرف رہے گی۔ آج کے اس موقع پر اسے میری طرف سے تحفہ قبول کریں۔ "

("یہ لوگ انسان دیتے ہیں تحفہ میں !") المیرا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ آنکھ کے کنارے سے خود سے بھی چھوٹی، کمزور اور سانولی رنگت والی کنیز کو دیکھا۔

"آج کا موقع ؟" بلبل کی جھکی نظریں اور عاجزی کو نظر انداز کرتے نگار سے سوال کیا۔

ماہِ نگار کی آنکھوں کا رنگ بھی اسکے کافتان جیسا تھا رات کے وقت کا گہرا آسمان۔ جیسے سمندر کی گہرائی سب اسکے لباس میں جذب ہو گئی ہو۔

" میں جانتی ہوں ملک بدر ہونا اور اپنے آدھے خاندان کو اپنی ہی آنکھوں کے سامنے جلتے دیکھنا آسان نہیں۔" نگار کی پھیکی مسکان پر المیرا کی بھنویں قریب آئیں۔ "مگر ہم اپنی روایات کو پسِ پشت نہیں ڈال سکتے، میری ملکہ۔"

" روایات؟ خاندان؟" المیرا نے تفصیل کے لیئے اپنے تحفہ کو دیکھا۔ بلبل کی عاجزی میں کمی نہ آئی۔

نگار دو قدم آگے بڑھی اور اعتماد سے المیرا کے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔ "ہم اپنا مقام لے کر رہے گیں۔ یہ آپ کی مشیر کا آپ سے وعدہ ہے۔" المیرا کو جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھنے کی بری عادت تھی مگر یہ جو فریب فلحال سامنے تھا یہ برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔

’’ کون سا مقام؟ یہ کیا ہو رہا ہے؟‘‘ ماہِ نگار سمیت بلبل نے بھی حیرت زدہ ہوتے المیرا کو دیکھا۔

’’ آپ مذاق کر رہی ہے نا ملکہ؟ کیا آپ کو واقعی نہیں یاد آج کیا ہے؟‘‘ جھجکتے ہوئے سوال تحفہ کی طرف سے آیا۔ تو یہ نازک کلی بولتی بھی ہے۔

’’ کیوں آج کسی کا جنم دن ہے؟‘‘ اسکی آنکھیں مٹکانے پر جہاں نگار کے چہرے پر شک کے سائے گہرے ہوئے وہیں بلبل کی ہوائیاں اڑیں۔ قیامت ٹوٹی تھی ان پر اور یہاں ان کے سربراہ کو کچھ علم ہی نہیں۔

’’ کیا آپ آج کے لیئے تیار نہیں؟ کیا آپ کی طبیعت بوجھل ہے؟ کوئی مسئلہ ہے تو ہمیں بتائیں ملکہ۔‘‘ بلبل کی زبان پٹر پٹر شروع ہوئی۔ نگار نے ہاتھ اٹھا کر خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔ کچھ دیر کے لیئے تو المیرا بھی گبھرا گئی۔ کیا اب میری دس انگلیوں کو گن گن کر کاٹا جائے گا؟

’’ میں سمجھ سکتی ہوں آپ کا صدمہ چھوٹا نہیں۔‘‘

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

" میرا صدمہ ہے کیا؟" اسکی بات کاٹتے اس بار المیرا نے ہاتھ بلند کیا۔ نگار نے نگاہیں ترچھی کرتے اسکے کندھے آزاد کیئے۔ کمرے کی فضا یک دم غمگیں سی ہو گئی۔ دونوں بلبل اور نگار نظریں چرا رہی تھیں۔

گہری سانس لیتی نگار نے اپنے جھری زدہ ہاتھ کا فتان سے ڈھک لیئے۔ المیرا کی گھبراہٹ بے معنی نہیں تھی اور ریاست کا ہر شخص اس کے لیئے تیار تھا۔

" آپ کی بہن، ماہِ کامل۔ وہی تھی جس نے لبیا کے اگلے سلطان کو ہماری ریاست پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔"

" رکو! رکو۔" المیرا نے ایک طائرنہ نگاہ اطراف میں گھمائی، اپنی بات کاٹے جانا یقیناً نگار کو پسند نہیں آیا۔ " بائے داوے نائس گاؤن۔" عورت کی آنکھیں وا ہوئیں۔ چہرہ جھکا کر لباس کو دیکھا۔

" پہلی بات....... واؤ! میری بہن بھی ہے۔ کبھی دعا تو نہیں کی تھی۔ چلو اچھا ہے دغا باز نکلی۔" آگے بڑھتے بستر تک آئی۔ " دوسری بات، یہ ملکہ ملکہ کیا لگا رکھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے.....المیرا،المیرا عنایت محسن نام ہے میرا۔اتنا پیارا نام ہے۔پتہ ہے میری پیدائش پر میرے نام کو لے کر بڑے بڑے جھگڑے ہوئے تھے۔''بستر پر بچھی مخملی موٹی چادر کی تہہ کی سلوٹیں ہنسی کے دوران نہایت عقیدت سے ہٹائیں۔'' تیسری بات (شہادت کی انگلیوں سے اشارہ کیا) میرا تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے۔ دادی، چچی، دشمن، دوست، کنیز، ملکہ۔''

نگار نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنا کافتان ہوا میں لہراتے مڑی۔ (''او واؤ بیٹ مین۔ '')

کمرے میں ایک طرف پورے قد کی بنی کھڑکی کے سامنے کھڑے ہوتے سرگوشی کی۔''کیا ہمارے تعلق کا علم ہونا ضروری ہے۔''اس کا لہجہ پچتاوے اور خوف کا ملا جلا انسر تھا۔

'' خیر اگر تم بتانا نہیں چاہتی تو وہ الگ بات ہے۔''بیڈ پر ایک کہنی کے بل لیٹتے نگار کی پیٹھ کو دیکھا۔

" تم لوگوں کے محل میں پانی پوچھنے کا رواج نہیں؟" اس کے کہنے کی دیر ہی تھی کہ بلبل کی تابعدار روح جاگ اٹھی۔

" ہم محل میں نہیں ہیں ملکہ۔" ماہِ نگار حضن و ملال کی کیفیت کی اعلیٰ تصویر بنی پردوں کے سائے میں تھی۔ کھڑکی کو پردوں نے ڈھکا تھا۔

" محل نہیں ہے تو کیا ہے؟" بلبل سے پانی کا گلاس لیتا ہاتھ رکا۔ کمرے میں ایک بے سکونی سی چھا گئی۔ المیرا نے وہ سنہرا گلاس لبوں سے لگایا۔

نگار نے ایک گہری سانس فضا میں خارج کی۔ البتہ پیچھے مڑ کر دیکھنے کا تردد نہیں کیا۔ آنکھیں میچتے ہاتھوں کی لرزش کو قابو کیا جبکہ دوسری طرف المیرا بلبل کو گلاس پکڑاتے اپنی جگہ سے اٹھی اور ماہِ نگار کی پشت پر آ کھڑی ہوئی۔

تاج والا بھاری سر چل کر دو قدم پردے کے قریب ہوا اور ایک جست میں نگینوں سے لیس ہاتھ سے پردہ مکمل ہٹا دیا۔ المیرا جو کچھ بولنے والی تھی کھڑکی سے آتی روشنی اور دکھتے منظر نے اسکے تمام الفاظ ایک لمحے میں ختم کر دیئے۔

اپنی دنیا اسے ڈوبتے محسوس ہو رہی تھی، قدم دھنستے اور سانس اکھڑتی۔

ہاتھ پہلو میں گرائے اور نگاہیں شیشے سے باہر دور تک پھیلے نیلے شفاف پانی کو دیکھ رہی تھیں۔

'' اپنے ہی ملک سے نکال دینے کا انجام۔'' نگار نخوت سے ہونٹ کا کنارے اٹھاتے مسکرائی۔ المیرا نے اسکا چہرہ نہیں دیکھا، دیکھ لینے سے ہو بھی کیا جاتا۔ میکانکی انداز میں چلتے وہ شیشے کے عین سامنے آئی، باہر کی طرف چوری بالکنی تھی اور کھڑکی بند۔

اپنی گول مٹول ہتھیلی نم شیشہ پر رکھتے اب نگار اسکی پشت پر تھی۔

" یہ ہم کہاں ہے ؟" جذبات سے عاری لہجہ۔ عجیب سے تاج والی عورت کے چہرے پر برداشت اور صبر کی سختی تھی۔

" ہراگادہ کی طرف سفر کررہے ہیں۔"المیرا کے ذہن میں یک دم ایک خیال آیا۔

"ہم القسیر کے بعد ہراگادہ جائیں گے۔" بھمن کی پیشکش جو اس نے سونار کے سامنے بیٹھ کر دی تھی۔ تو کیا یہ کل کے دن کی بات ہے ؟ کل وہ القسیر جا رہے تھے۔ کل ؟ یہ کل کہا گیا تھا؟ یہ سب کیا تھا؟ وہ کہاں تھی ؟ کتنا وقت گزرا تھا کل سے ؟ یا پھر....... یہ کل تھا بھی یا یہ آج ہے ؟

ذہن میں ایک جملہ پوری قوت کے ساتھ تمام محرکات کو چیرتا ہر احساس پر بھاری ہوا اور وہ جملہ تھا۔

"یہ سب ہو کیا رہا ہے ؟"

www.novelsclubb.com

سوالوں کا ایک بھونچال تھا جس کی زد میں ہماری فتنہ آچکی تھی۔اب ان کے جوابات تک رسائی کیسے پائے؟

"کامل تمہارا نام باغیوں کی اعلی صف میں شمار ہوگا۔"خیالات کے بھنور میں نگار کی آواز نے اسکی توجہ کھینچی۔ماہِ کامل.......اسکی بہن.....دغاباز۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔

"ماہِ کامل کہاں ہے؟"الفاظ ذہن میں بعد اور زبان پر پہلے آئے۔

"لا پتہ ہے، معلوم نہیں۔"نیلا کافتان لہراتے وہ کمرے کے عین درمیان میں رکی۔بلبل موئدب سی اسکے قریب آئی۔

"ان کا لباس تبدیل کرواؤ اور تاج پوشی کی تیاری شروع کرو۔۔۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں کون ہوں؟اور یہ سب کیا ہے؟" نگار کی بات ایک مرتبہ مزید کاٹتے اس نے آخر کار کام کا سوال پوچھا۔اس عورت نے سختی سے لب کاٹے۔ان کی بلندی کا زوال تھا اور زوال کبھی کسی کا پسندیدہ نہیں رہا۔

"آپ ملکہ ہیں اور تین ماہ پہلے آپ کی تاج پوشی کے دوران سلطان کے حملہ کے باعث ہمیں یہ رسومات آج ادا کرنی پڑ رہی ہیں۔"

"کون سا حملہ؟" بے اختیار نگار اور اپنے درمیان فاصلہ قدرے کم کیا۔ماہِ نگار کی ہمدرد نگاہیں المیرا سے نظریں چرا رہی تھیں۔

" میری ملکہ! ہمیں پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے، سورج ڈوبنے کے فوراً بعد یہ رسومات ادا ہوں گیں۔۔۔ "

" ورنہ کیا؟" ہیزل آنکھوں کا سیاہ پن آہستہ سے پھیلا۔ماتھے کے بل آزاد ہوئیں

۔

تحمل سے اسکی بات کاٹی۔اس بار بھی وہ عورت ملکہ کی جرائت کو زہر کا گھونٹ سمجھ کر پی گئی۔

"ہم روایات نہیں توڑتے ملکہ۔" وہ کسی ایسے شخص کی جیتی مثال تھی جو قوانین کے لیے زندہ اور سانس لیتا ہو۔المیرا ایسے ہی کسی کو جانتی تھی۔سب سے بہتر جانتی تھی۔پیلی فراک والی کے ہونٹ ایک جتاتی مسکراہٹ میں ڈھلے۔بلبل اور نگار اس مسکان کی وجہ نہیں جانتے تھے اسی لیے سوالیہ نگاہوں کا تبادلہ کیا۔

"آپ کی طبیعت لگتا ہے ناساز ہے لیکن تاج پوشی بھی ضروری ہے۔روایات کے مطابق مکمل چاند کی رات پر تاج کو اسکے اگلے وارث تک پہنچ جانا چاہیئے۔ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے۔(اپنا کافتان کنارے سے سنبھالا) آج آپ فوج میں سے اپنی محافظ اور قیدیوں میں سے اپنا ایک خادم منتخب کرے گیں۔مزید تفصیلات سے آپ کو بلبل آگاہ کر دے گی۔" گہرے نیلے کافتان کو المیرا کے چہرے کے سامنے آخری مرتبہ لہراتے وہ ایک طرف سے ہوتے نکل گئی۔

" اور اگر میں فوج سے خادم اور قیدیوں سے محافظ چنوں تو؟" کچھ دیر اسکے سوال پر خاموشی رہی۔ کنیز کی گردن جھکی ہوئی اور نگار کی گردن اٹھی ہوئی رہی۔ اس سوال کا جواب تو کنیز بھی جانتی تھی۔ مگر المیرا کے باغی لہجہ کے آگے جھکے سر کے ساتھ لب سی گئی۔

" ہم روایات نہیں توڑتے ملکہ۔" جبر سے ادا کیا گیا المیرا کا لقب اسکی برداشت کی حد سناتا تھا۔ یا تو آج مشیر ٹوٹ جائے گی.... یا توڑ دے گی۔ الفاظ کمرے کی در و دیوار میں امر ہوتے اپنا اثر مستقبل کے لیئے چھوڑ گئے۔

ماہِ نگار خاموش قدم اٹھاتی دروازے تک گئی جب اسے دیکھتے المیرا الپک کر آگے بڑھی۔ مگر تب تک نگار دروازے کے کھلتے ہی باہر بڑھ گئی۔

ملکہِ ماہ نے بند ہوتے دروازوں کے بیچ میں خود کو آنے سے بمشکل بچایا۔ جامد دروازہ اب اسے منہ چڑھا رہا تھا۔ پیلی فراک اور سنہرے بالوں میں وہ اس سارے منظر میں ایک غیر اضافی سی شے لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

" یہاں عورتوں کو خادم خاص رکھنا ایک سنگین جرم ہے۔"بلبل نے بھوری لال نگاہیں اٹھا کر المیرا کو دیکھا۔اسکی ملکہ کے چہرے پر بدمزگی صاف نمایا تھی۔

" تو یہ بلبل میری کیا ہے۔مالکن ؟"بند دروازے کے پار سے چلائی۔ مگر وہاں آواز کسے آنی تھی۔

" بہت جلد کنیز اور خادم میں فرق دیکھ لے گیں آپ۔"کمرے میں ایک طرف بنے دروازے میں غائب ہوتی کنیز کی آواز آہستہ ہوئی۔"ہم روایات نہیں توڑتے ملکہ۔"المیرا اب بھینچی بھنوؤں سے دروازے کو گھور رہی تھی۔ نچلا لب دانتوں میں دبا تھا اور ہاتھ کمر پر رکھے تھے۔

www.novelsclubb.com

یہ جگہ کیا ہے؟ یہ لوگ کون ہیں؟ یہ دنیا کہاں ہے؟ ملکہ،بغاوت،ریاست۔

ایک دن کے لیئے اتنا زیادہ نصاب کون دیتا ہے۔

یہ صورتحال پہلے جتنی دلچسپ لگی تھی اب اتنا ہی پریشان کن ہو گئی۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب محافظ

یہ جگہ کیا ہے؟ یہ لوگ کون ہیں؟ یہ دنیا کہاں ہے؟

کبھی سوچا نہیں تھا کرائم ڈاکومینٹری میں دیکھتے مجرموں کے ہاتھوں میں پہنی ہتھکڑی ایک دن اسکے اپنے ہاتھوں میں بھی ہو گی۔ سونے پر سہاگہ اسے تو اپنا قصور بھی نہیں معلوم۔

گل کا دل کیا دھاڑے مار کر روئے۔ جھکے سر کا ایک تو فائدہ ہوا۔ چہرے کے اطراف کھلے بالوں نے اسکے آنسوں سے تر چہرے کو ہر آتے جاتے سے چھپایا ہوا تھا۔ ہچکی بلند ہوتی تو ٹھوڑھی مزید گردن سے جا لگتی۔

بے وقوف کے ہاتھ بس بندھے تھے بھاگنے کی وہ پوری صلاحیت رکھتی تھی۔ ساتھ چلتی بلند قامت والی عورتیں بھی اس سے یکسر لاپرواہ آگے چلی جا رہی تھیں۔

اسکے شعور نے راہداریوں کی گنتی نہیں رکھی البتہ اسکے لاشعور نے گرم گھٹن زدہ فضا کو جانچتے ذہن کے خانے میں چھاپ ضرور لیا۔

نمکین پانی کی خوشبو نتھوں سے ٹکرا رہی تھی مگر ظاہر ہے وہ اسکی آنکھوں سے نکلتے پانی کا کمال تھا۔

وقفہ وقفہ سے زمین بھی ہلتی۔

دیواروں میں جلتی مشعلیں کئی زیادہ ہوتی تو کئی ان کی جلتی لو مدھم ہو جاتی۔

اگر اس کا سر جھکا نہ ہوتا تو وہ یہ ضرور دیکھتی کہ دس منٹ مسلسل چلنے کے دورانیہ میں بے شمار عورتوں میں بس دو مرد گزرے تھے۔حالت خستہ،ہاتھوں اور پاؤں میں بیڑیاں۔

بغیر سوچے سامنے والیوں کی قدم کی پیروکاری کرتے نظریں اپنے سفید جوتوں پر تھیں۔

ان میں سے ایک عورت کے کندھے چوڑے اور دوسری کی نسبت قد کاٹ توانا اور مضبوط تھا۔جسم پر سنہری رنگ کا زرہ اور سر پر جالی دار کپڑا۔اسکے ساتھ والی دوسری عورت نے بس ایک سیاہ چغے اور سکوں والے نقاب سے خود کو ڈھکا ہوا تھا۔

ایک مقام پر وہ سامنے والے دو پاؤں ٹھہرے تو گل کے چلنے میں بھی یک دم رکاوٹ آئی۔

چہرہ عورت کی پیٹھ سے ٹکرایا، جوابا عینک ناک سے ٹکرائی۔ آنسو پورے چہرے پر پھیل گئے۔ آنکھیں بند کرتے گردن دائیں بائیں ہلائی تا کہ رخسار پر چپکی لٹیں ہٹائی جا سکیں۔

وہ دو عورتیں پیچھے مڑی۔ ان کی نظریں اندر تک اترنے والی مگر ادب کے لبادہ میں تھیں۔

عینک والی لڑکی بس سہمی نگاہوں سے بمشکل چار سیکینڈز تک ہی نظریں ملائی رکھ سکی جب وہ عورت آگے بڑھی اور گل کی کہنی تھامی۔ وہ اسکے لمس تلے پھڑک اٹھی۔ گرم سخت ہاتھ ایسے جیسے جلتی سلاخ ہو۔

وہ خود کو چڑھوانا چاہتی تھی مگر ایک رعب سا تھا۔ گل کو لگا اگر وہ یہاں سے چار قدم بھی دور ہو گی وہ عورت اسے حلق سے پکڑ کر دیوار سے دے مارے گی کہ "لے اب بھاگ کر دکھا۔"

جہاں وہ رکی تھیں اس کے آگے پیچھے اندھیرا، ایک طرف دیوار میں کھبا چراغ اور دوسری طرف ایک وسیع بلند پردہ تھا۔ گدلے آنسوں سے تر چہرہ چراغ کی روشنی میں تھا۔

وہ کہاں تھی؟ اسے اپنا گھر یاد آیا۔

دوسری عورت آگے آئی اور دائیں طرف کو لگا پردہ ذرا سا کھسکاتے گردن سے گل کو اندر بڑھنے کا اشارہ کیا۔ وہ ابھی بھی عورت کی گرفت میں تھی جب دل پر پتھر رکھتے حوصلے کا کڑوا گھونٹ بھرا اور قدم اندر بڑھائے۔

آنکھیں مستقبل کے خوف سے بند تھیں۔ایک قدم، پھر دوسرااور پھر تیسرا ......اسے پردہ گرانے کی آواز آئی۔ پھراپنی کہنی پر سے جلتے لمس کی کمی محسوس ہوئی۔

ایک آنکھ کا کنارہ زراسا کھولتے اس نے ادھر ادھر دیکھااور اگلے ہی لمحے آنکھوں سمیت لب بھی مکمل واہوئے۔

یہ ایک گول کمرے کا منظر تھا۔اونچی بھوری دیواروں میں کندھے مشعل اور موم بتیاں۔کمرے میں ایک ساتھ چار بستر گول دائرے میں تھے۔نرم قالین نما مخملی چادریں، ریشمی گدیاں اوران سب کے درمیان رکھا پانی سے لبریز پیالہ جس کے نیچے موم بتیاں تھیں۔

گل کی کلائیوں کوایک عورت نے تھاماوہ پھدکی۔ مگراس سے پہلے کے وہ ہٹتی اس کے ہاتھ بیڑیوں سے آزاد کردیئے تھے۔کلائیاں ہلکی ہو گئیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک طرف کے بستر پر بیٹھی لڑکی نے لمبی سفید فراک پہن رکھی تھی۔ رنگت نحیف، بال چھوٹے اور آنکھوں میں بدمزگی۔ زیادہ سوچنے والی گل کا پہلا ردِ عمل یہی تھا یہ بدمزگی کی وجہ یقیناً اس کی آمد ہی ہے۔

اس لڑکی کے سامنے کمرے کا دوسرا نفوس موجود تھا۔ بغیر بازو والے چغے کی ایک لڑکی جس کی بھوری رنگت چمکتی، گول آنکھیں پیاری اور چٹیا گھنی تھی۔

دوسری کے مقابلے گل کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں اشتیاق در آیا، پورا وجود یک دم جیسے کھل اٹھا۔

یہ جگہ کیا تھی؟ حواس ابھی بھی مکمل نہیں لوٹے تھے۔

"تاج پوشی تین گھنٹے بعد شروع کی جائے گی، نگار جی کہہ رہی ہیں اقامتہ (مہمان خانہ) کے مہمان آج ملکہ کے ساتھ رات کا کھانا کھائے گیں۔" سیاہ چغہ والی لڑکی کی آواز آئی اس کے مقابلہ زرے والی عورت خاموش رہی۔ گل نے صدمے سے ان دونوں کو دیکھا۔ دل و دماغ سے بس ایک صدا آئی۔

" یہ انگریزی جانتے ہیں؟"

" یہ کون ہے؟" نحیف رنگت والی لڑکی نے ٹھوڑی سے گل کی طرف اشارہ کیا۔ اسکی تمام حسیں یک دم چوکنا ہو گئیں۔

" وہ آپ ان تین گھنٹوں میں انہیں جان کر خود ہی پوچھ لیں چاندنی۔" چغہ والی عورت کچھ بولنے لگی جب اسکا جملہ ادا ہونے سے پہلے کاٹ دیا گیا۔ خالی نپا تلا لہجہ اور نگاہیں بے تاثر۔ کسرتی جسامت والی اس عورت کی آواز بھی اسکے ظاہری خدو خال کے مطابق تھی۔

www.novelsclubb.com

دلیر اور بھاری۔

اس کا انداز بلکل ایسے انسان سا تھا جسے نہ اپنی ذات سے غرض تھا اور نہ ہی اس دنیا کے نظام سے۔ وہ زندگی بس کاٹ رہا تھا۔ گل کسی ایسے ہی انسان کو جانتی تھی۔ بہت اچھے سے نہیں مگر ہاں کچھ کچھ ضرور۔

بغیر اس پر کوئی نگاہ ڈالے وہ عورتیں وہاں سے چلی گئیں۔ بستر پر بیٹھی وہ مہمان جبر کر کے رہ گئی۔

گل کا دل کیا انہیں پکڑ کر کہے "مجھے بھی ساتھ لے جاؤ" مگر اس کی قسمت ہی خراب، پہلے تو چلو چل رہی تھی اسے سوچنا نہیں تھا۔ اب وہ ایک جگہ پر تھی، جیتے لوگوں کے درمیان ان کی نظروں تلے جانچی جا رہی تھی۔

یہ جگہ کیا ہے؟ اور یہ لوگ؟ اقامتہ۔۔۔۔ وہ واحد لفظ جو ان کی گفتگو میں اسے سمجھ نہیں آیا۔

اپنی مضبوطی کے خول میں آتی وہ ان دونوں لڑکیوں کو نظرانداز کرتے ایک بستر پر آ بیٹھی اس بات سے باخبر کے وہ دونوں اسے ہی عجوبہ کی طرح دیکھ رہی تھیں۔

سفید ٹی شرٹ اور نیلی جینز میں وہ اس شاہی آرام گاہ میں نمونہ لگ رہی تھی۔

★★★★

باب خادم

وہ کہاں تھے؟ جنت، جہنم یا ایریا 51 کے ایکسمیریمنٹ وارڈ میں۔

جہاں بھی تھے اسے کال کوٹھری کہا جائے تو کم نہ ہوگا۔ کائی کی بدبو در و دیوار سے ٹپکتی زمین تک پھیلی تھی۔ چار دیواری میں بس ایک دیا جس کی لو جلتی بجھتی دیوار کے اتنے حصہ کو سیاہ کر چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

اندھیرے میں حبس اور شمع جلنے کی بو۔

ان دونوں کے سوا وہاں کوئی نہیں تھا۔ گھٹنوں میں سر دیئے ایک ہاراجواری دبیر السازار اور سلاخوں سے سر لگائے بپھرا ہوا غصیل شیر فاطر ابولا اسلام۔

"نکالو مجھے یہاں سے، نکالو۔" مضبوط سلاخیں ہلاتا، مکے برساتا، ٹانگ مارتا وہ ٹس سے مس نہ ہوتیں۔

اب ہر کسی پر تو فاطر اسلام کا رعب نہیں چل سکتا تھا نا۔

وہ یہاں کیوں تھے؟ یہ سوال وہ پچھلے بیس منٹ میں خود سے اتنی مرتبہ پوچھ چکا تھا کے اب ذہن کے پٹھے بھی زیادہ سوچنے کے باعث تھکنے لگے تھے۔

سلاخوں کے پیچھے ٹہلتا وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔ اس بات سے یکسر انجان ان کا حال کسی قدیم قیدی سے کم نہ تھا۔

" نکالو ہمیں یہاں سے۔ میں تم سب کو کورٹ میں گھسیٹوں گا۔" تیزی سے سلاخوں پر ایک مرتبہ مزید مکا مارا۔

"کوئی نہیں آئے گا تمہارے لیئے یہاں۔" غرغراہٹ جو انہیں اپنے قریب سنائی دی۔ فاطر اسلام جو دیر اور خود کو یہاں تنہا قیدی تصور کیئے بیٹھا تھا آواز کی وجہ سے ہاتھ سلاخوں پر جم گئے۔

گردن گھما کر آواز کا تعاقب کیا۔ اپنی ذات سے نکلتے اس نے ارد گرد کا تفصیلی جائزہ لیا۔ پوری جگہ پر چار مشعلیں تھیں اور ان مشعلوں کے سایہ میں ایک بستر۔

" کوئی ہے وہاں؟" زیادہ غور کرنے پر اسے سلاخوں کے باہر قدرے فاصلے پر یونہی کچھ سلاخیں نظر آئیں۔ کیا ان کے علاوہ بھی یہاں کوئی قید تھا۔

بغور سامنے دیکھتے اسے چراغ کے قریب حرکت ہوتی محسوس ہوئی۔ جلتے بجھتے دیہ پر انسانی انگلیاں نمودار ہوئیں اور پھر دیہ کو اسکی جگہ سے اٹھاتے اس ہاتھ نے اپنے چہرے کے قریب کیا۔

فاطر بدک کر چار قدم پیچھے ہوا۔ سامنے کی جیل میں ایک وجود جو انسان کم اور ڈھانچہ زیادہ لگتا تھا چراغ کو اپنی ٹھوڑی سے قدرے دور رکھے اسے دیکھ رہا تھا۔ قیدی کی سرمائی آنکھیں اندر کو دھنسی اور جسم پر کھال یوں جیسے ہڈیوں پر بس ایک لبادہ ہو۔ ماتھے سے بے تحاشہ پیچھے بالوں کا سلسلہ شروع ہو کر جلد ہی ختم ہو رہا تھا۔

"یہاں سے فرار ناممکن ہے۔" لہجہ غیر واضح تھا مگر آنکھوں کی لال ڈوریوں میں چھائی وحشت اور پھیلتی سیاہی بہت اچھے سے اسکی بات سمجھا رہی تھی۔ "ماہِ ملکہ میں آنا تمہارا اپنا فیصلہ تھا مگر یہاں سے جانا...... وہ اِن کا کیا فیصلہ ہو گا۔"

یہ "اِن" کون تھے؟ بے اختیار فاطر نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔ دیوار کے ساتھ لگتے وہ یک دم نیچے بیٹھ گیا۔ سیاہ ہڈی والے لڑکے کی گردن ابھی بھی جھکی تھی۔ وہ اس دنیا میں نہیں لگتا تھا۔

www.novelsclubb.com

دور بیٹھے اس قیدی کی پٹھی نگاہیں روشنی میں خوفناک لگ رہی تھیں۔فاطر نا چاہتے ہوئے بھی دیوار کے مزید قریب ہوتا گیا جب کہیں دور سے کسی بھاری گیٹ کے کھلنے کی آواز آئی۔

وحشت اور ناسمجھی چہرے کے پور پور پر عیاں تھی۔دھیان قدموں کی چاپ اور لوگوں کی سرگوشیوں تک بلکل نہیں گیا۔

تب تک جب اس اندھیری قید میں چار لوگوں کا اضافہ نہ ہو گیا۔کونے میں موجود دیوار یقیناً باہر کا راستہ تھی تبھی وہاں سے یہ لوگ اندر آئے تھے۔سیاہ چغے جن پر سونے کے رنگ کا کام ہوا تھا وہ چار میں سے دو لوگوں کو مکمل ڈھانپے ہوئے تھے۔

اس کے علاوہ ایک آدمی تھا جس کی داڑھی بے ترتیب اور آنکھیں باہر آنے کو بے تاب۔

www.novelsclubb.com

"کتنا اندھیرا ہے یہاں پر، زرا روشنی تو کرو۔" یہ آواز آنے والوں میں سب سے منفرد شخص کی تھی جس نے واسکٹ پینٹ نما نارنجی لباس زیب تن کیا تھا اور سر پر سنہری سکوں کی ٹوپی تھی۔

اسکے حکم پر پیچھے کھڑے ایک چغہ پوش آگا آیا یا آئی اور دیکھتے دیکھتے سارے میں روشنی پھیل گئی۔ایک لمحہ کو فاطر کی آنکھیں چھندیائی مگر جیسے ہی وہ اس روشنی کا عادی ہوا تب ہی اس کے چودہ طبق بھی روشن ہوئے۔

یہ ایک قید خانہ تھا۔

ساتھ ساتھ جڑے چھ ساتھ پنجروں میں موجود خستہ حال لوگوں کو دیکھ کر اس نے یہی اخذ کیا۔قدم خود بخود زمین سے اٹھتے سلاخ کے قریب آئے۔امبر نگاہوں نے ہر پنجرے میں جھانکا۔ بارہ قیدی اور تمام میں ایک شہ ہم آہنگ۔

وہ بارہ قیدی مرد تھے۔

سانس حلق کے کس کونے میں اٹکا تھا۔ پسینے کی بوند جلد پر کہاں کہاں پھسلی اس سے فاطر اسلام بے پرواہ تھا۔ بارہ قیدی اور بارہ کے بارہ مرد۔

یہ دنیا اچانک گول گول کیوں گھومنے لگی۔

سکوں والا مرد اب نہایت دلچسپی سے اس نئے قیدی کے چہرے پر آئے ہر ایک رنگ کو دیکھ رہا تھا۔ ہاتھوں کی تالی پیٹتے اس نے سب کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ کوئی قیدی سویا رہا، کسی نے بیزار نگاہ ڈالی اور کوئی دبک کر پیچھے ہو گیا ہاں البتہ کسی میں سننے کا تجسس پیدا نہ ہوا...... خود فاطر اسلام میں بھی نہیں۔

"آٹھارویں ماہِ ملکہ کی تاج پوشی تہہ پا چکی ہے۔" اس کا قد غیر معمولی طور پر چھوٹا تھا مگر آنکھوں کی چالاکی کی وسعت لاتعداد تھی۔ پہلی نظر میں ہی فاطر اسلام کو ایک شخص یاد آیا۔ ناقابل برداشت فتنہ۔ "آج شام سورج ڈھلتے اس ریاست کی اگلی ملکہ اپنا تخت سنبھال چکی ہو نگی۔ ہمارے دشمن ہمیں تباہ نہیں کر سکتے۔ (بغور

فاطر کو دیکھتے کہا؟) دنیا کا نظام کتنا ہی پدرانہ کیوں نہ ہو جائے ہم اپنی روایات پر ثابت قدم ہی رہے۔۔۔"

"خدا تم لوگوں کو غارت کرے۔ تم لوگ اپنے نظام سمیت جہنم میں جلو۔ "ماحول میں جو ایک بے سکونی سی قائم تھی اسکو نحیف قیدی کی آواز نے توڑا۔ "تم لوگ حکومت، طاقت حتی کے عزت کے بھی مستحق نہیں۔ تم اپنے نظام سمیت برباد اور رسوا ہو جاؤ۔"

لمحوں کا کھیل تھا اور وہ قیدی جو کھانستے ہوئے بددعائیں دے رہا تھا اس کا پنجرہ کھولتے اب وہی بگڑی داڑھی والا مرد اسے گردن سے دبوچ چکا تھا۔

"یہاں نہیں عیبک!" اسی شاطر آدمی کے کہنے پر وہ مرد یک دم رک گیا۔ آنکھیں ابھی بھی باہر آنے کو تھیں۔ "ماہِ نگار جی کو اپنا قید خانہ خون آلود نہیں پسند۔ اوپر لے جاؤ اسے۔" آواز میٹھی الفاظ دل چیرنے والے۔ ہمدردی کے لبادہ میں اوڑھا گیا تیز دھار خنجر۔

فاطر یونہی الجھن اور تفتیش کے کسی درمیانی جذبہ میں کھڑا تھا جب اسکی آنکھوں کے سامنے ایک انسان کو گردن سے گھسیٹتے دور لے جایا گیا۔ **"ماہِ ملکہ میں آنا تمہارا اپنا فیصلہ تھا مگر یہاں سے جانا...... وہ اِن کا کیا فیصلہ ہو گا۔"** ان الفاظ کی بازگشت اسکے چلے جانے کے بعد بھی فضا میں زندہ رہی۔

"تو کہاں تھی میں۔" انگلی ٹھوڑی پر رکھتے نزاکت سے کہا۔ الجھن زدہ قیدی کی برداشت کی حد تمام ہو چکی تھی۔ فاطر نے سلاخوں کو پکڑ کر جھنجوڑا۔ "نکالو ہمیں یہاں سے! کون ہو تم لوگ؟ نکالو!" آنکھ کے کنارے سے اس قیدی کو دیکھا۔ زہر خند مسکراہٹ چہرے کو نحوست کی اعلیٰ مثال بنا گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"نئے مہمان آئے ہیں۔" انگلی سے گال پر ہلکی دستک دیتے اس کے محظوظ قدم اب فاطر کا رخ کر چکے تھے۔ قیدی کے لال بھبوکا چہرے پر ایک گہری نظر ڈالی۔ "جوان اور حسین ہو۔ (دوبارہ گال پر دستک دی) بولی اچھی لگے کے بازار میں۔"

"نکالو مجھے!" اس مرد کے قہقہ اور سرگوشی کو نظرانداز کرتے وہ حلق کے بل چلایا۔ سامنے والے پر رتی برابر اثر نہ ہوا۔ "نام کیا ہے تمہارا؟" الٹا سوال کر لیا گیا۔

"یہ سوال مجھے تم سے پوچھنا چاہیے۔" ضبط سے اسکے جبڑے تنے ہوئے تھے۔

"کون ہو تم اور یہ جگہ کیا ہے؟" سلاخوں پر گرفت مضبوط ہوئی۔

"آہستہ بولو یہاں کوئی سو رہا ہے۔" ساتھ والے قیدی کی آواز جس پر صرف ایک منٹ کا سکتہ رہا۔

"تم مالِ غنیمت ہو۔" قیدی الجھا۔ "جنگ میں ہونے والے ہمارے نقصان کا ازالہ۔" ناسمجھی کم تو نہیں البتہ دس گنا زیادہ بڑھ گئی۔ چہرہ پھیر کر دبیر کو دیکھا وہ ابھی بھی شاک میں تھا۔

"ہماری ریاست، ہمارا گھر، ہماری آزادی، ہمارا ملک، ہماری زندگیاں تمہارے سلطان نے ہم سے سب چھین لیا۔" اسکے لہجے کا شوخ پنا ابھی بھی عروج پر تھا۔

"اپنے ہی ملک سے مجرموں کی طرح جان بچا کر بھاگے ہیں ہم۔" ہاتھ کے اشارہ

سے اپنے ساتھی کو بلایا۔ہاتھ میں سجے تھال پر سے اس نے پردہ ہٹایا۔فاطر ابھی بھی اسکے پچھلے الفاظ پر غور کر رہا تھا۔

"ماہِ ملکہ میں آنا تمہارا ایسا فیصلہ تھا مگر یہاں سے جانا.....وہ اِن کا کیا فیصلہ ہو گا۔"

یہ الفاظ ابھی بھی وہیں کہیں تھے۔"یہ کیا ہے؟" تھال میں سجی اشیاء کو دیکھتے اس کے سر پر گڑھوں پانی گرا۔ان چاروں کے موبائلز اور ساتھ کی کارڈز سنہرے کپڑے پر رکھے تھے۔بے قرار سے سلاخوں سے باہر ہاتھ نکالنا چاہا جب تھال پیچھے کر لیا گیا۔

"یہ تم سب کی تلاشی پر سے نکلا ہے۔ہماری ملکہ کو تین ماہ چھپا کر رکھا اور اب جاسوسی کے لیئے ساتھ تم دونوں کو بھیج دیا۔" کمرے میں پھیلی سنہری روشنی اسکے چہرے پر ٹکرا رہی تھی۔"یقیناً تم لوگوں کے سلطان کی یہ کوئی نئی سازش ہو گی۔"

"کون سا سلطان؟میں کسی سلطان کو نہیں جانتا۔" اسے یہ خواب بلکل پسند نہیں آیا۔سامنے والا مرد طنزاً مسکرایا۔

"ہر قیدی یہی کہتا ہے۔"

"کون سا قیدی آخر میرا جرم کیا ہے؟" وہ چلا اٹھا۔

"تمہارے ملک کے حملے کے باعث ہمیں اپنے گھر چھوڑ کر یوں ایک بحری سفر پر چھپنا پڑ رہا ہے یہ ہے تمہارا جرم۔" الفاظ کی بازگشت اور چراغوں کا یک دم جوش میں آنا۔ ساری آواز جیسے سمندر کی کسی شہ زور لہر میں بہہ گئی اور جو شے پیچھے بچی تھی وہ تھا......... تہس نہس کے بعد کا سناٹا تھا۔

"بحری۔۔۔۔سفر۔۔۔۔" فاطر کی آواز اسکے خود کی سماعت نہیں سن پائی۔

"تاج پوشی کی تیاری کرو۔" چھوٹے قد والا آدمی ایک ادا سے پلٹا۔ چغہ والے یا والی کا چہرہ ڈھکا تھا اور ڈھکا ہی رہا۔ فاطر کے کندھے انکشاف کا بوجھ بمشکل اٹھائے ہوئے تھے جب وہ مرد اور چغہ نشین اسی دیوار کی طرف بڑھے جہاں سے آئے تھے۔

"ماہِ ملکہ میں آنا تمہارا ایسا فیصلہ تھا مگر یہاں سے جانا......وہ اِن کا کیا فیصلہ ہو گا۔"

وہ آہستہ آہستہ سے زمین پر بیٹھتا گیا۔ بال مٹھیوں میں اور الفاظ ذہن میں ہتھوڑے برسے رہے تھے۔

ان لوگوں کے آنے سے پہلے باہر اندھیرا تھا اور اس کے خود کے اندر اجالا اور امید تھی۔

ان لوگوں کی جانے کے بعد آس پاس تو روشنی ہی روشنی تھی مگر اس کی خود کے اندر سست زہر کی طرح اندھیرے اور ناامیدی کی سیاہی بچی تھی۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب محافظ

اب تو اسکے انگوٹھے کے گرد جلد بھی کھرچ کھرچ کر خون سے سرخ ہو چکی تھی۔

سفید نیل پالش والے ناخن کو دانتوں سے کترتے گل جان کی دل کی دھڑکن پچھلے پندرہ منٹ سے قابو میں ناں آئی۔

نظریں اپنے ارد گرد گھماتے وہ ابھی بھی اپنی موجودگی کی گتھی سلجھا رہی تھی۔ زرا سی گردن پیچھے پھیرتے بھوری آنکھوں والی اس پیاری لڑکی کو پاؤں پانی کی بالٹی میں رکھے دیکھا۔ چاندنی نامی لڑکی پیچھے کھڑی اسکے گھنے بالوں میں کھنگا پھیر رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پری!" بے اختیار گل کے لبوں سے جدا ہوا۔ لڑکی نے آنکھیں اٹھا کر اس طرف دیکھا تو وہ گھبرا گئی۔ فوراً چہرہ پھیرتے بستر کے قریب رکھے میز کو دیکھنے لگی۔ وہاں موجود گلاس اور جگ پر نظر پڑتے اسے احساس ہوا وہ نجانے کب سے پیاسی ہے۔ حلق اندر تک سوکھ چکا تھا۔

جھجکتے ہوئے گردن دوبارہ اطراف میں گھمائی۔ "یہاں سے پینا چوری تو نہیں ہو گی نا۔" آنکھوں میں تجسس اور ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکان، گھٹنوں پر کہنی رکھے چہرہ ہاتھ پر گرائے وہ لڑکی ابھی بھی اسے دیکھ رہی تھی۔ گل کے کان شرم سے لال ہوئے۔

www.novelsclubb.com

ابھی تو چوری کی بھی نہیں پکڑنے والی نے پہلے دیکھ لیا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟" کھنگا کرتی لڑکی کا ہاتھ رکا اس نے زرا سی حیرانگی سے پیاری آنکھوں والی کو دیکھا۔

کمرے میں سب کی نظریں ایک مرتبہ پھر گل کو اپنے حصار میں لے چکی تھیں۔

نیلی آنکھیں دور بیٹھی بھوری آنکھوں سے نظریں چرانے کی کوشش میں تھیں۔ مگراس لڑکی کے چہرے میں نجانے ایسی کیا کشش تھی گل کی زبان سے خود بخود نکلا۔

''گل..... جان۔۔''سفید فراک والی لڑکی نے کمر سیدھی کی، گیلے پاؤں پانی سے نکالے اور قدم قدم چلتی گل کی طرف بڑھی۔ بھورے بال اس کی پیٹھ پر پھیلے تھے۔ پاؤں کے نشانات قالین پر پیچھے رہ جاتے۔

''شہزادی!'' چاندنی کی آواز کو نظرانداز کیا۔ گل اسکے ہر قدم پر چادر کو سختی سے دبوچ لیتی۔

www.novelsclubb.com

''میں شہزادی عبیل۔''قریب رکتے اس نے جھک کر تعظیم دی۔ گل جامد رہی، دوسری لڑکی بجلی کی سی تیزی سے آگے آئی۔

''شہزادی آپ کیوں جھک رہی ہیں۔''عبیل نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔ ''کس ملک سے آئی ہو تم؟'' گل کی سماعت کچھ لمحے پہلے ادا ہوا لقب مفلوج

کر چکی تھی۔ ”یہ شہزادی ہے؟“عبیل بستر کے کونے پر بیٹھی۔ گل بے یقینی کے عالم میں قدرے دور ہوئی۔ شہزادی کی آنکھوں میں بچوں جیسی شوخی اور اشتیاق تھا۔

”کہاں سے ہو؟ بتادو نا۔ میں اردن سے ہوں...... بغاوت کر کے بھاگی ہوں۔“ سرگوشی کرتے وہ کھلکھلا کر ہنس دی یوں جیسے منحرف ہونا ایک اعزاز ہو۔

گہرا سانس لیتی شہزادی نے کندھے ڈھیلے چھوڑے، ہاتھوں کی مدد سے پیچھے ہوئی اور چہرہ چھت کی طرف بلند کیا۔

”تمہارے ملک میں بھی کیا مردوں کی حکمرانی ہے؟“ گل ہونقوں کی طرح اسے دیکھے گئی۔ یہ کیسا سوال تھا؟

”تمہارے ملک کا سلطان کون ہے؟ کیا اسے کوئی شہزادی ملی؟ کوئی ملکہ؟“ چہرہ گل کی طرف پھیرنے پر اسے جواباً بھینچی بھونیں اور الجھے تاثرات دکھے۔

"کس ملک سے آئی ہو تم اب بتا بھی دو؟" اس بار ضد کی اور چادر پر کہنیاں رکھتے اس نے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں گرا دیا۔

اسکی شوخی اب بے صبری میں بدل چکی تھی۔ گل نے لب کاٹتے چہرہ جھکا کر اسے دیکھا۔

"میرا ملک۔۔۔" وہ کشمکش میں پڑ گئی، مصر بولے یہ ترکیہ۔ "میں ترکی سے ہوں، مگر مصر میں رہتی ہوں۔"

"تو بدھوا ابھی بھی ہم مصر میں ہی ہیں۔" گل کے بازو پر چپت لگائی۔ سوچ میں غرق لڑکی نے اگلا سوال کیا۔

"ہم مصر میں کہاں ہے عبیل؟"

"شہزادی عبیل۔" چاندنی کی تصحیح جسے عبیل نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

''اوہو چاندنی، بات کرنے دو۔'' وہ گل کی طرف پلٹی۔ ''یہ چاندنی ہے، میری کنیز، دوست، غم گسار جو بھی کہو (چہرہ کو ہاتھ سے ڈھکتے آگے ہوئی) اسے میری بہت فکر رہتی ہے جانے دو اسے۔'' گل نے تیزی سے بس گردن ہلادی۔ چاندنی کھا جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''ہم القسیر سے ہراگادہ کی طرف سفر کررہے ہیں۔'' اسے یاد تھا اگلے دن انہوں نے ہراگادہ ہی جانا ہے۔ کچھ سوچتے اس نے دوبارہ سوال کیا۔

''یہ جہاز کا کونسا ڈیک ہے، دراصل مجھے دوبارہ چھٹے پر جانا ہے۔ میرا کمرہ ہے وہاں۔'' چاندنی اور عبیل نے سوالیہ نظروں کا تبادلہ کیا۔ گل کو ناامیدی کے بادل پھیلتے محسوس ہوئے۔

''یہاں چھٹی منزل بھی ہے؟'' شہزادی نے کنیز سے پوچھا۔

''تم کہاں رہتی ہو؟'' گل نے فوراً سوال کیا۔

"یہی رہ رہی ہوں پچھلے تین ماہ سے۔"

"تین ماہ۔" گل کی آنکھیں چھوٹی ہوئیں۔ بادل گہرے ہو رہے تھے، بے چینی بڑھ رہی تھی۔

گل یک دم کھڑی ہوئی۔ "تم ایسا کرو میرے ساتھ چھٹے فلور پر چلو۔ لفٹ کہاں ہے؟" چاندنی کو دیکھتے سوال کیا جس نے کھڑے کھڑے پہلو بدلا۔

"لفٹ؟ تمہارے ملک میں لفٹ بھی ہے۔۔۔ مگر وہ ہوتی کیا ہے؟" امید کی کرنیں کم ہو رہی تھیں۔

"یہ ماہ ملکہ کا جہاز ہے نا۔" کمزور سی مسکراہٹ سجا کر وہ اندر پلتے خوف کو چھپا رہی تھی۔

"تم منصوبہ کی بات کر رہی ہو؟" اپنے سوال کے ملتے جواب اسے مزید سوالوں کی طرف دھکیل رہے تھے۔

"کون سا منصوبہ؟" بادل قریب آ چکے تھے۔

"ملکہِ ماہ کا اپنی ریاست اور سلطنت دوبارہ سے سنبھالنے کا منصوبہ، اس دنیا کی حکمرانی کے تخت پر دوبارہ سے عورت کو بیٹھانے کا منصوبہ۔"

(سنہری اور سفید رنگوں کے امتزاج سے بنا یہ جہاز سمندر کی سطح پر پُر سفر تھا۔ شفاف پانی کی ہر لہر اس سے ٹکراتی تو بالکل ایک کنارے پر کندھے سنہری رنگ کے الفاظ بھیگ جاتے۔

"The queen's moon"

ملکہ کا چاند)

www.novelsclubb.com

گل کو اپنے کھڑے وجود پر بوجھ محسوس ہوا، دل بھاری ہونے لگا۔ قدم لڑکھڑانے لگے۔ یہ اس کو کون سی کہانیاں سنائی جا رہی تھیں۔ گھومتے سر کو تھامتے وہ بستر پر ڈھے گئی۔ عبیل فکر مندی سے آگے آئی۔

"تم ٹھیک ہو گل جان؟" دوسری طرف خاموشی رہی۔

"ہم اس وقت کہاں ہیں۔" آواز بیٹھی ہوئی اور سانس حلق میں مقید۔

"بتایا تو ہے........"۔ "وہ کہانی نہیں سننی مجھے۔" وہ ایک دم سے چیخی۔ چاندنی عبیل اور اسکے درمیان کسی ڈھال کی طرف آ کھڑی ہوئی۔ گل جان کی نم آنکھوں اور ماتھے پر نمایا ہوتی رگ کہیں سے بھی مذاق کا اعلان نہیں تھیں۔

وہ سنجیدہ تھی اور ہر گراہ سلجھانا چاہتی تھی۔

(یہ ایک گودام کا منظر تھا۔ جہاں بوریوں میں گندم، چاول اور مختلف سبزیاں موجود تھیں۔ سیاہ جیلبیہ پہنے مرد مختلف بوریوں، ڈبوں، کریٹوں میں سے سامان نکالتے آگے جا رہے تھے۔ گودام کے دروازے پر موجود دو زنانہ سپاہی ان کے سامان کا معائنہ کرتیں کہیں کوئی زیادہ نہ لے جائے اور پھر انہیں آگے بھیج دیتی۔ وہ ڈرا سہما انسان آگے بڑھ جاتا اور اگلے کی باری آ جاتی۔)

"تم شہزادی سے ایسے بات نہیں کر سکتی۔"

"ہم بحری جہاز پر ہیں۔" چاندنی کے پیچھے چھپی لڑکی کی آواز آئی۔ "ہم حکمرانی واپس لینے کے سفر میں ہیں۔"

تباہی کے بعد وجود کو روند کے آگے بڑھ جانے والی آندھی تھی جو گل کو خود پر چلتی محسوس ہوئی۔ اسکی ٹانگیں بے جان تھیں یا سن، فیصلہ وہ تب کرتی جب ذہن اس طرف ہوتا۔

دماغ میں بس بیپ بیپ سی ہو رہی تھی جو مدھم ہوتے ہوتے غائب ہو گئی۔

(سلاخ دار جیل میں بیٹھے وہ دونوں قیدی تصویر کے دو مختلف رخ تھے۔ دبیر ابھی بھی ویسے ہی بیٹھا تھا۔ فاطر آگے پیچھے ٹہل رہا تھا۔ ایک خاموش دوسرے کے ہر قدم میں شور۔)

گل جان کو سمجھ نہیں آیا وہ اس علم میں اضافہ کے عوض کیا دے۔ ہنسے، روئے، نیند سے جاگے یا...... پانی میں ڈوب جائے۔

''ہم بحری جہاز پر ہیں۔'' یہ الفاظ اگر مذاق تھے تو کہنے والے کا مزاح بہت گھٹیا تھا۔

''گل جان کو ملکہ بلا رہیں ہیں۔'' پردے کے باہر سے ایک درباری نے آواز لگائی۔ عبیل نے شاک میں بیٹھی گل کا کندھا جھنجوڑا۔

''تمہیں ملکہ بلا رہی ہیں۔'' عبیل کے الفاظ نے اسکے اندر نئی زندگی بخش دی۔ ہاں ابھی بھی سب ختم نہیں ہوا۔ وہ ملکہ کو اپنا مسئلہ بتائی گی۔ وہ اسے جانے دے گیں۔ آخر کو ایک عورت ہی دوسری عورت کی مدد کرے گی نا۔

(تاج جس کے سر پر سجنا تھا وہ خود کو ساتویں آسمان پر تصور کر رہی تھی۔ آج المیرا کی زندگی کے دشوار راستے پھولوں کا سیج بن جائیں گے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آج صرف ہونٹ نہیں پوری المیرا مسکرا رہی تھی۔

آئینہ کے سامنے کھڑے ہوئے درزی اسکے کندھے پر مختلف کپڑے رکھے ہوئے تھی جب دوسری طرف سے بلبل نمودار ہوئی۔ "ملکہ!" اس کو مخاطب کرتے تین مختلف طرز کے جواہرات آگے کیا۔ المیرا کی نظریں باقی دونوں کی طرف غلطی سے بھی نہیں بھٹکی۔

درمیان والا۔ چاندنی کے ڈھانچے میں جڑے نیلم کے پتھروں سے بنے ہار کی طرف اشارہ کیا۔

اسکے نصیب میں درج ہونے والی ایک اور کامیابی۔ یہ وہی ہار تھا جو اس نے رائل میوزیم میں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا۔ تب وہ ملکہ بننا چاہتی تھی آج وہ بن چکی تھی۔ بن مانگی دعاؤں پر تکمیل اگر اتنی حسین ہوتی ہے وہ تا عمر دعا کے لیئے ہاتھ ناں اٹھائے۔)

ایک وسیع دروازے کے سامنے رکتے درباری نے اسے اندر جانے کا اشارہ دیا۔

گہری سانس لیتے اس نے آنکھوں کو بند کیا۔وہ یہاں سے نکلنے کا بھی حل نکال لے گی۔راستے ہمیشہ ہوتے ہیں بس انہیں تلاش کرنے کی جدوجہد میں وقت لگتا ہے۔

اندر سے نکلنے والی روشنی نے آنکھوں کی بصیرت کو کچھ دیر کے لیئے پرنور کردیا۔

★

سنہری دروازوں کے کھلنے پر جیسے ایک نئی دنیا کا دروازہ وا ہو گیا ہو۔ گل کے بدن کو خوشبو کے جھونکے نے چھوا اور پل بھر میں ہر شہ معطر ہو گئی۔اندر سے دل پتے کی مانند لرز رہا تھا۔اسے ملکہ نے بطورِ خاص بلایا ہے۔وہ انہیں سب بتائی گی تاکہ جلد از جلد اپنے گھر جا سکے۔

اسکے ساتھ آئی سپاہی کمرے میں داخل ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"میری ملکہ۔" تعبدار سا سلام۔ گل کی نگاہیں تو ابھی تک رعب سے اٹھیں نہیں۔اسی کی دیکھا دیکھی وہ بھی تعظیم کے لیئے جھکی۔ سپاہی کمرے سے چلی گئ اور گل اکیلی رہ گئ۔البتہ سر نہیں اٹھایا۔ عزت ابھی دے گی تو بعد میں ملے گی۔

کمرے میں وہ سب کے جوتے اور نارنجی رنگوں کو ہی بس دیکھ سکتی تھی۔ تبھی اسے دو پاؤں قریب آتے دکھے۔ سنہرے ستاروں والا انچل ان پاؤں کو ڈھکے ہوئے تھا۔ یک دم اسے اپنے کندھے پر کسی کا بھاری ہاتھ محسوس ہوا۔ ملکہ نے اسے ہاتھ لگایا۔ وہ دماغ میں اپنے الفاظ کو ترتیب دیتی گئ۔

"سر قلم کردو گولڈن گرل کا۔" حکم نہیں گل جان کی آنکھیں کھولنے کا سبب تھا۔ فوراً سے گردن اٹھائی الفاظ پر نہیں آواز پر۔

پھٹی نگاہیں اور بے یقین تاثرات۔ "المیرا تم!" آواز غصہ سے بے اختیار اونچی ہوئی۔ المیرا پیٹ پر ہاتھ رکھتے دوہری ہو رہی تھی۔ اس بات سے لاپرواہ کے گل اسکی گردن مڑوڑنے کے باقاعدہ موڈ میں ہے۔

"یہ کیا بکواس ہے۔ ملکہ کہاں ہے؟" اسے پیچھے دھکیلتے انداز میں حقارت اور بد مزاجی تھی۔ ایک طرف سے ہوتے آگے بڑھی جب اسکا راستہ چمکتی نوک نے روک لیا۔ دو عورتیں نیزے اسکی ناک سے تقریباً دو انچ کے فاصلے پر تانی کھڑی تھیں۔

گل کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ ان عورتوں کی نگاہوں میں رحم ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا تھا۔

"میں نے تمہیں یہاں بلایا ہے۔" گہرے سانس لیتی گردن موڑ کر المیرا کو دیکھا۔ نیزے البتہ ابھی بھی وہیں تھے۔

"میں ہی ہوں ملکہ ماہ!" اٹھے ہوئے کندھوں کے ساتھ اس نے ایک قید سانس آزاد کی۔ اپنی حیثیت کا اعلان کرتے وہ گل کو خاموشی کا روگ دے گئی۔ سیکنڈ گزر چکے تھے اور نیلی آنکھیں اب بھی اس جھٹکے سے نکل نہیں پائیں۔

پہلے جہاز کا چھوٹا دھماکہ اور اب المیرا کے ملکہ ہونے کا ایٹمی دھماکہ۔

www.novelsclubb.com

اپنا ستاروں والا لباس سنبھالتے وہ گل کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ نیزوں کو اپنی انگلی کی نوک سے پیچھے کیا۔ گل اکیلی تھی اور المیرا کے گرد دو سپاہی اور پیچھے دو کنیزیں موجود تھیں۔ روشنی کے اسکی پیٹھ سے ٹکرانے کے باعث وہ منظر میں سب سے نمایاں تھی۔

"سنہری رنگوں والی جنت میں خوش آمدید، آنستہ گل!" بازو پھیلانے پر کافتان پھسلتا کہنیوں تک آیا۔ گل بے حس و حرکت ابھی تک پچھلے الفاظ جذب کر رہی تھی جب المیرا ایک دم کنیزوں کی طرف مڑی۔

"بلبل میری خاص مہمان کے لیئے لباس کہاں ہے؟" لال رومال والی لڑکی تعبداری سے ایک دروازہ میں غائب ہوئی۔ پانچ منٹ بعد جب وہ نکلی تو اسکے ہاتھ میں لباس تھا جو اس نے المیرا کو تھمایا اور اسی کے شانا بشانہ کھڑی ہو گئی۔

"یہ دیکھو!" زمین کو چھوتی سادی مرجان رنگ کی فراک کے ساتھ سیاہ اور سنہری رنگ کا چغہ گل کے چہرے کے سامنے پھیلاتے ملکہ یقیناً اپنی پسند پر اترا رہی

www.novelsclubb.com

تھی۔ تعریف کی توقع بھی تھی۔ نگاہیں عینک والا چہرہ ٹٹول رہی تھیں۔ ''تم نے اصلی ملکہ کے ساتھ کیا کیا ہے ؟'' تعریف گئی تیل لینے یہاں تو اسکے مہمان کو میزبان کے خلوص پر بھی شک تھا۔

''اس کے بچے رو رہے تھے، ان کے پاس گھر بھیج دیا ہے۔ معلوم تو ہے میں کس قدر عزیم ہوں۔'' اداؤں کی ناز کی ابھی بھی اصلی دنیا والی المیرا جیسی تھی۔

''تمہیں یہ سب مذاق لگ رہا ہے ؟'' طنزاً دائیں ابرو اٹھائی۔ ''پہلا سوال تو یہ ہے ہم ہے کہاں اور دوسرا۔۔۔''

''دوسرا یہی کے ہم یہاں سے نکلے گیں کیسے۔ ہے نا؟'' تیزی سے ٹوکا تو گل نے گردن ہاں میں ہلائی۔ ''یہاں سے نکلنا کسے ہے ؟'' اپنا آنچل سنبھالتے وہ بستر کے سامنے رکھے صوفے پر سجنے لگی۔ گل کے کانوں میں خطرے کی گھنٹی سنائی دی لیکن اس وقت وہ اجڑنے کے بجائے اجاڑنے کے موڈ میں تھی۔

مٹھیاں بھینچتے وہ اسکے سر پر آ کھڑی ہوئی۔ ''تم شوق سے اگلے دس سال یہی گزارو مگر مجھے یہاں سے جانا ہے۔''

'' تم نے اپنی بہن کو نہیں ڈھونڈنا آنستہ (مس)۔'' منہ میں انگور ڈالتے وہ بہت آرام سے گل کو بے آرام کر گئی۔ وہ جو اپنی تقریر تیار کر کے یہاں آئی تھی اب لگ رہا تھا جیسے خالی ذہن ہے۔

'' ہو بھی تو سکتا ہے وہ یہاں آئی ہو۔'' ساتھ خالی جگہ تھپتپائی۔ ''ہم اسے آرام سے ڈھونڈ سکتے ہیں۔ میں ملکہ ہوں میرے پاس اختیار ہے۔ ''

'' تو میں؟ میں کیا ہوں؟'' المیرا الجھی۔ گل کے انداز میں اچانک ہی ایک انوکھی تبدیلی آئی۔

'' مجھے تم سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔'' منہ پھیرتے کہا۔ المیرا کے انگور توڑتے ہاتھ رکے۔ گردن اٹھا کر بلبل، دو کنیزوں اور سپاہیوں کو دیکھا۔

الفاظ کو تبادلہ نہیں ہوا تھا بس ملکہ کے اشارے کی تکمیل لائی گئی۔ تعظیم دیتے وہ سب وہاں سے نکل گئے۔

اب کمرے میں گل اور المیرا اکیلے تھے۔ ٹھنڈی سانس خارج کرتے گل نے بازو سینے پر باندھ لیئے۔

" تم ملکہ ہو تو یقیناً تم سیکیور رہو۔ میں کیا ہوں؟ دبیر کیا ہے؟" آنکھیں چھوٹی کیں۔ "فاطر؟"

" فاطر کی تو گردن پر میں نے چھڑا پھروانے کا مکمل انتظام کر لیا ہے۔" ہنستے ہوئے اس نے بازو صوفے کی پشت پر پھیلا دیئے۔ گل نے یکدم بیزاری سے گردن ہلائی۔ "کس عقل کی اندھی کو ملکہ بنا دیا ہے۔"

★★★★

باب ملکہ

وہ جس کی حیثیت میں رکھ دی گئی ہے مسکان

تراش شدہ اور پر اسرار

سنہری دروازے ایک بار دوبارہ سے کھلے۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے باہر سے آتے کمرے کی خوشبو میں گھل گئے۔ دو باوردی عورتیں دروازے کے سامنے ایستادہ اسے جھک کر تعظیم دینے لگیں۔ روشنی، خوشبو اور رعب سارے ماحول میں پھیل گیا۔ ستاروں کے انچل میں چھپے دو درمیانی ہیل والے پاؤں آگے آئے۔ بھورے بالوں کا اونچا جوڑا یوں بنایا تھا کے ایک بھی بال باہر نہ آئے۔ جوڑے کے گرد سنہرا جالی دار کپڑے جڑا تھا جو بہتا ہوا اس کے سلک کے سفید چغہ تک جاتا تھا۔

(”تم اکیلی یہاں کچھ نہیں کر سکتی اتنا تو جانتی ہی ہوگی۔“ المیرا نے آنکھیں گھمائیں۔ ”مجھے اگر اپنی بہن کو ڈھونڈنا ہے تو مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہوگا۔“ وہ اب آئینہ کے سامنے کھڑی منصوبہ بندی کر رہی تھی۔ شاہی ریاست میں کون کون ہوتا ہے؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا سوچ رہی ہو گولڈن گرل۔" ملکہ نے اپنے ہار پر انگلیاں پھیرتے سوال کیا۔

" آئیڈیا!" فوراً سے گھومتے وہ کچھ وقت پہلے کا ملول اور غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا۔ "مجھے تم اپنا شاہی مہمان رکھ دو۔ میں وہیں اقامتہ وغیرہ میں رہ لونگی۔ کوئی خاص کام بھی نہیں ہوگا میں آرام سے اپنی بہن کا پتہ اس دنیا میں لگالونگی۔" لال ہوتے گالوں اور خوشی سے چہکتے لہجے میں وہ سب کچھ تہہ کر چکی تھی۔)

اس نے گردن میں وہی نیلم کے پتھروں والا ہار پہنا تھا۔ سنہری سلک کی سکرٹ پر سنہرا ہی بھرپور کام والا بلاؤئس تھا۔ سکرٹ کے اختتام سے لے کر اسکے دائیں کندھے تک جالی دار کپڑا بندھا پیچھے فرش پر بہتا آرہا تھا۔ المیرا کے ہاتھ آگے بندھے تھے۔ گردن اٹھی اور ارد گرد لوگ ہی لوگ تھے۔

بھوری سبز آنکھوں میں آج فتح کی چمک تھی۔ آج ساری دولت اسکی مٹھی میں آجائے گی۔

(المیرا اب سیب میں دانت گاڑ چکی تھی۔ گل اب کمرے میں موجود بستر پر آ بیٹھی۔

"یہ تو میرا ہو گیا اب دبیر کا سوچنا ہے۔" انگلی سے ٹھوڑی پر دستک دیتے آنکھیں چھت کی طرف تھیں۔ کمرے میں المیرا کے سیب چبانے کی آواز اونچی تھی۔

"دبیر کو تم کوئی سپاہی رکھ دو۔" تصدیق کے لیئے المیرا کی طرف دیکھا۔ ہونٹ ناپسندیدگی سے سیدھی لکیر میں کھینچ لیئے۔ "کیا تم میری بات سن بھی رہی ہو؟"

"ہونہہ؟" دانتوں میں سیب دبائے اور دونوں ہاتھوں سے کیلا کترنے میں مصروف ملکہ نے نہایت معصومیت سے پوچھا۔ گل کے ہاتھ بندھے تھے، باہر سپاہی تھے اور اندر سے جانے والوں نے اسے المیرا کے ساتھ کھڑے دیکھ لیا تھا، ورنہ وہ اس ملکہ کا گلہ گھونٹنے میں ایک منٹ ضائع نہ کرتی۔

سنہری ہال کمرے کے پردے ہٹے تھے۔ سورج مکمل طور پر غائب ہو چکا تھا۔ نیلا اندھیرا پھیلنے سے پہلے یہ تاج اس کی دسترس میں ہو گا۔ قطار در قطار عورتیں اور مرد موجود تھے۔ سب کے ہونے کا مقصد، اپنی ملکہ کی تاج پوشی دیکھنا۔ سیڑھیاں

www.novelsclubb.com

چھڑتے اس کا چغہ اور لباس پیچھے بہتا چلا آرہا تھا۔ سامنے اونچا تخت تھا جس کے ایک طرف کئی وزراء اور ان کے عین درمیان میں مشیرِ خاص ماہِ نگار موجود تھی

("اب تم مجھے بتاؤ۔۔۔۔فاطر کا کیا کرنا ہے؟" وہ اٹھ کر المیرا کے قریب آئی۔

" سرپرائز دونگی۔" مسکراتے ہوئے آم کا ٹکرا کانٹے کی مدد سے منہ میں ڈالا۔

"تمہارے سرپرائز کسی کو بھی نہیں پسند ایسے ہی بتادو۔" المیرا نے آہستہ سے بلند ہوتا قہقہہ لگایا۔ گردن پیچھے پھینکتے وہ گل جان کو نہایت زہر لگ رہی تھی۔

"ہر ملکہ کو کس ایک چیز کی ضرورت ہوتی ہے؟" گل نے سوچنے کا وقفہ لیا۔

"تاج کی۔"

www.novelsclubb.com

"اونہوں آنستہ، اپنے رعب و دہشت کے لیئے ہر حکمران کو ایک کنیز، غلام کی ضرورت ہوتی ہے۔ (گل کے ماتھے کے بل غائب ہوئے) ایسا غلام جس پر وہ بغیر

کسی اصول و حدود کے ظلم کرے۔" ایک اور آم کا ٹکرا منہ میں ڈالا۔ گل فوراً آگے آئی اور اسکے ساتھ جم کے بیٹھی۔

"تم انہیں اپنا غلام رکھو گی؟" فارک سے گل کی طرف اشارہ کیا۔ "نہیں تو میں اسے اپنے خاص خدمت گزاروں میں شامل کرونگی۔" ترک لڑکی کو سمجھ نہ آیا اسے روکے یا اس کے ساتھ اس ناانصافی میں مل جائے۔ (ہاں، اس نے ابھی تک فاطر کو معاف نہیں کیا تھا اور بدلہ لیئے بنا کرے گی بھی نہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی اسکی غلطی نہیں تھی۔)

"زیادہ سوچو مت۔ آخر کو اس نے بھی تو تم کو نوکری سے نکالا تھا۔" گل سے یہ نہیں کہا گیا کے مجھے فاطر نے نہیں فاطر کی ایجنسی نے نکالا تھا۔ وہ تو اب مستقبل کا سوچ کر خوف زدہ ہو رہی تھی۔ کیا سمندر کے اس اتنے حصہ میں جنگ عظیم چھڑنے والی تھی۔)

چوہا بلا آخر مختلف راستوں سے ہوتا اپنی پنیر کی ڈلی تک پہنچ چکا تھا۔ یہ جس تخت پر وہ بیٹھی تھی یہی اس کی منزل ہے، یہ جو تاج اس کے سر سے کچھ انچ کے فاصلہ پر تھا یہی اسکا انعام ہے۔ یہ جو گردنیں عزت سے جھکی ہیں یہی اسکی زندگی کا حاصلِ حصول تھیں۔ یکتا نگینے والا تاج جونہی اسکے سر سے ٹکرایا نگینہ چمک اٹھا۔ اس سے نکلنے والی روشنی نے جیسے اگر کسی کے دل میں کوئی سوال بھی تھا تو وہ بھی دور کر دیا۔

تاج المیرا کا تھا اور المیرا کا ہی رہے گا۔

"آٹھارویں ملکہِ ماہ اپنا تاج سنبھال چکی ہیں۔" نگار کے اعلانیہ الفاظ نے المیرا کی روح تک کو تسکین پہنچادی۔ "ہمارا حکمران آچکا ہے۔ یہ ریاست ختم نہیں ہو گی۔ ہم ایک مرتبہ دوبارہ سے دنیا پر قابض ہونگے۔"

ہال کمرہ اونچے نعروں اور لوگوں کی مبارکبادیوں سے گونج اٹھا۔

" ملکہِ ماہ......"

" ملکہِ ماہ"......

"ملکہِ ماہ"......

تخت پر بیٹھی المیرا اس منظر کو ہمیشہ کے لیئے یہیں قید کر لینا چاہتی تھی۔ یہی تو ہمیشہ سے اسکی خواہش تھی کے دنیا اسکا نام پکارے۔ دنیا اسکی پیروی کرے۔ دنیا اسکی ہوں۔

آج سب اس کی دسترس میں تھا۔ آج وہ سہی معنوں میں اپنے نام کی لاج رکھ چکی تھی۔

" ملکہِ ماہ! ملکہِ ماہ! ملکہِ ماہ!" نعرے ابھی بھی اونچے تھے۔ آنکھوں میں عقیدت ابھی بھی حاضر تھی۔

★

خوابوں کی تکمیل یونہی بھی ہوتی ہے، بنا کچھ کیئے بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے۔

اگر یہ خواب تھا تو المیرا جاگنا نہیں چاہتی تھی اور اگر یہ کوئی حقیقت تھی تو زندگی کے چھبیس سال اس نے فریب میں گزارے ہیں۔

تکبر، غرور اور رعب آج اسکے ساتھی تھے۔ سنہرے تخت کے کناروں پر دونوں ہاتھ مضبوطی سے سجائے وہ اب دربار میں ہوتی کاروائی کا جائزہ لے رہی تھی۔ ایک طرف اس کے تمام وزیر اور مشیر نشست پر بیٹھے تھے دوسری طرف اقامتہ کے مہمان، جس میں کچھ عورتوں سمیت عبیل، گل اور پیچھے کھڑی چاندنی کا شمار ہوتا تھا۔

المیرا کے تاج کی چمک ہر سو کو روشن کیئے ہوئی تھی۔

دربار میں اسکے سامنے دس الگ الگ سنہرے جالی دار پردے لگے تھے۔ ستاروں اور سورج کے ورق کا کام اور ان کے پیچھے کھڑی سیاہ پٹی زدہ غلام۔

ملکہ اپنے خادم خاص کو منتخب کرنے والی تھی۔

''بہت جلد کنیز اور خادم میں فرق جان لے گیں آپ۔''

المیرا عنایت کو بلبل کے کہے ان الفاظ کی حقیقت جانے کا انتظار تھا بس۔

'' ملکہ !'' نگار دو قدم آگے آئی اور بازو کے اشارے سے اسے اٹھنے کا کہا۔ اکڑی کمر اور اٹھی گردن سمیت المیرا اپنی تخت سے آگے آئی۔

'' شوخی کہیں کی !'' عبیل کے بائیں طرف بیٹھی گل نے آنکھیں گھمائیں۔

سیڑھی کا ہر قدم اترنے پر اسکا سفید چغہ پیچھے بہتا چلا آتا۔ مخملی دستانوں میں مقید ہاتھ سامنے بندھے تھے اور جورے کے ساتھ ٹنگا کپڑا الھکتا ہوا اسے کسی ملکہ سے کم تو نہیں بنا رہا تھا۔

وہ اس دربار کی مالکن تھی، وہ اس ریاست کی مالکن تھی اور فلو قوت وہ یہاں ایک مرد کی قسمت کی بھی مالکن تھی۔

المیرا بائیں طرف کو لٹکے پہلے پردے کے سامنے رکی۔ مرد غلاموں کے چہرے پر سیاہ پٹی بندھی تھی۔ پردے کے پار سے المیرا انہیں دیکھ سکتی تھی۔البتہ وہ اس عمل سے محروم تھے۔

"خادم خاص ایک اعزاز نہیں لعنت ہے۔"

بہت دیر پہلے بلبل کے کہے الفاظ ذہن کے پردے پر ابھرے۔المیرا نے ایک بے تاثر نگاہ پہلے قیدی پر ڈالی۔ہال کمرے میں خاموشی تھی۔اس وقت ایک سوئی بھی گرتی تو اسے بھی سزا سنادی جاتی۔

"لعنت کیسے ؟"المیرا کا سوال۔اس کے بالوں کی سلوٹ دور کرتی ملازمہ مسکرائی۔"کیونکہ خادم بننے کے بعد وہ انسان کا رتبہ چھوڑ کر اپنی سانسیں تک ملکہ کے نام کر دیتا ہے۔چاہے وہ یہ خواہش کرے یا نہ کرے۔"

المیرا سست روی سے اگلے مرد کی طرف آئی۔ کبھی سوچا بھی نہیں تھا کے یوں آمنے سامنے کھڑے جو وہ کبھی شو پیس کو ٹھکراتی تھی آج یہی عمل وہ انسانوں کے ساتھ دوہرائے گی۔ انسان کو کھڑے کھڑے مسترد کرنے کا بھی الگ ہی نشہ تھا۔

"اور اگر وہ مرد خادم بننے سے انکار کر دے تو؟" بلبل کے ہاتھ پل بھر کو رکے۔

"تو بغیر کسی وضاحت کے اسے کھڑے کھڑے ہی قتل کر دیا جاتا ہے۔"

ہال میں سب کی نظریں اپنی ملکہ کو ہی دیکھ رہی تھیں۔ وہ اب تک پانچ غلاموں کے پاس سے ہو کر چھٹے پر جا چکی تھیں۔

"اور اگر کنیز آزادی مانگے تو۔۔۔" المیرا نے چہرہ پھیرا۔ "کنیز آزاد ہی ہے ملکہ۔ آپ مجھ پر جبر نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ پھر آپ سے سوال ہوگا ہاں مگر خادم کو آپ مارے، لتارے، بھوکا رکھے وہ کسی عدالت میں آپ پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ دنیا کا کوئی قاضی آپ سے سوال کرنے کی قوت نہیں رکھتا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ساڑھی کے پلو کو چھوتے قدم آخری پردے کے سامنے آتے تھم گئے۔ پیچھے کھڑا مرد دیکھ نہیں سکتا تھا مگر پھر بھی طیش کے عالم میں تھا۔ المیرا اندر ہی اندر فاطر کی اس حالت سے خوش ہو رہی تھی۔ سارا غرور مٹی میں مل گیا اس کائیں کائیں کا۔

مکمل رخ پر مرتے اس نے اوپر سے نیچے تک فاطر اسلام کو دیکھا۔ سیاہ جیلبیہ اور سر پر بندھا کیفیہ۔ ہال کمرے میں نظروں کا تبادلہ ہوا۔ کون ہو گا وہ بد بخت۔

''کیا آج تک کسی ملکہ نے اپنے خادم کو قتل کیا ہے؟'' نجانے یہ سوال کیوں کیا گیا۔

کچھ لمحوں کی خاموشی رہی۔ بلبل اسکے جوڑے میں دوپٹہ ٹانگنے لگی جب جواب دیا۔

''ہر ملکہ اپنے خادم کو خود ہی قتل کرتی ہے۔'' ساعت میں خنجر سے لپٹا ایک وار تھے وہ الفاظ مگر المیرا سوال کرنا کا رتبہ نہیں رکھتی تھی کم از کم یہاں کی روایات کے خلاف تو بلکل نہیں۔

ملکہِ ماہ نے ہلکی سی گردن پھیرتے نگار کو انگلی سے حرکت دی۔ یہ اشارہ تھا کے پردہ گرادو۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

المیرا سانس روکے کھڑی تھی۔گل جگہ پر جامد بیٹھی تھی اور فاطر۔پردہ گرنے کی آواز پر اسکی آنکھوں سے پٹی ہٹا دی گئی۔

پل بھر کے لیئے ہر چیز دھندلی لگی۔ گردن ادھر ادھر پھیرتے اس نے پلکیں جھپکی۔ہاتھ ابھی بھی پیٹھ پر بندھے تھے۔

سر اٹھا کر اس نے اپنے ارد گرد کا جائزہ لیا۔یہ واپس اسے ہال میں تھے مگر یہ سب کیا تھا۔ تبھی اسکی نظر سامنے ٹھہری۔

المیرا عنایت محسن طنز سے اسے دیکھتے کچھ ہی فاصلہ پر کھڑی تھی۔اسکا تاج چمک رہا تھا مگر فاطر نے وہ نہیں دیکھا۔اسکی نگاہیں چہرے سے ہٹتی تو کچھ دیکھتا نا۔

ملکہ اور خادم روبرو آ چکے تھے۔کہانی کے دو اہم رکن ایک سیدھی لکیر میں آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے تھے۔

" ملکہ اپنا خادم منتخب کر چکی ہے۔"

ماہِ نگار کے اعلان پر فاطر کے ماتھے کی سلوٹوں میں اضافہ ہوا۔ نظریں سوالیہ انداز میں ادھر ادھر دوڑائی تب ہی اسے دور گل بیٹھی دکھی۔ فاطر سے نظریں ملتے ہی فکر اور شرمندگی سے اسے نے منہ پھیر لیا۔

" ملکہِ ماہ کی خدمت مبارک ہو!" چند الفاظ اور فاطر اسلام کو ہر سو تاریکی ہی تاریکی محسوس ہوئی۔ ملکہ کہاں تھی؟ المیرا! او نو نہیں...... نہیں المیرا نہیں۔ وہ سمندر میں چھلانگ لگا لے مگر اس المیرا کی خدمت کا خ بھی نہ کرے۔

" کماری!" نگار کی پکار پر اس عورت نے سر کو خم دیا۔ یک دم ہی ہال میں ہلچل مچی۔ فاطر کے علاوہ باقی نو مردوں کو بازوں سے دبوچتے پاؤں سے لے کر ہاتھوں تک بیڑیاں باندھیں گئیں۔

المیرا نے ناسمجھی سے نگار کو دیکھا۔

" انہیں مقتل لے جایا جا رہا ہے ملکہ۔"

" مطلب؟"

" کیا بلبل نے آپ کو نہیں بتایا؟" نیلی اور سیاہ آنکھوں میں الجھن نمودار ہوئی۔

"خادم خاص کے مقابلے میں آنے والے تمام قیدیوں کا خون بہا ہوتا ہے۔ جسے ملکہ نے ٹھکرا دیا اس کا ہونا کیا اہمیت رکھے۔ "

فاطر نے دہل کر المیرا کو دیکھا۔ ان تمام مردوں کو لے جایا جا رہا تھا۔ المیرا ساکت تھی فاطر بولنے کا حق نہیں رکھتا تھا۔

وہ اپنے انجام سے غیر واقف تھے لیکن المیرا ان کا نصیب اس وقت بدل سکتی تھی۔

گل اپنی جگہ سے آگے ہوتی ان تینوں کی کھسر پھسر سننا چاہ رہی تھی۔

"گھبراؤ مت بیٹھ جاؤ۔" گل کے ساتھ بیٹھی شہزادی عبیل نے اسکے چغے سے کھینچتے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"یہ سب کہاں جا رہے ہیں؟" اسکا تجسس ابھی بھی اتنا ہی تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

''واپس قید خانے۔'' سفید پروں کے بنے پنکھے سے خود کو ہوا دیتے بات گول کر دی۔

تبھی نگار آگے آئی اور المیرا کو ہاتھ کے اشارے سے پیچھے ہونے کا کہا۔

''خادم کو اس کے جگہ پر کھڑا کرو۔'' دو ملازموں سے مخاطب ہوئی۔

شکستہ حالت میں گل جان دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ یہاں سے وہ اس سنہری دربار کا مکمل جائزہ کر سکتی تھی۔

''ملکہِ ماہ یہ حاکم اول کماری ہے۔'' تخت پر سجتی المیرا نے سر تا پیر اس سنہری زرہ والی عورت کو دیکھا۔ یہ وہی تھی جو گل کو ساتھ لے کر اقامتہ کی طرف روانہ ہوئی تھی۔ ''آج سے یہ آپ کی محافظ کے کام انجان دے گی۔''

دور بیٹھی گل کی پسلی میں عبیل نے اپنی کہنی مارتے متوجہ کیا۔ ''تمہیں ملکہ نے کیوں بلایا تھا؟''

یہ جواب گل کے لیئے مشکل نہیں تھا کیونکہ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے تیار بیٹھی تھی۔ ''ملکہ کو لیبیا سے بھگا کر میں یہاں لائی ہوں۔انہوں نے اپنی جان بچانے کی خاطر مجھے انعام کے لیئے بلایا تھا۔'' عابیل اس کی کہانی سن کر متاثر ہوئی تھی۔المیرا نہ سہی اس کے جھوٹ تو کسی کام کے ہیں نا۔

یہ کہانی گل کی نہیں المیرا کی بنی تھی جس کو آواز بس گل کی بدولت ملی تھی۔

''مگر میں اپنا محافظ خود پسند کرونگی۔''اس غیر متوقع حملہ کے لیئے کوئی تیار نہ تھا۔

''مگر ملکہ۔۔۔''المیرا نے ہاتھ اٹھا کر نگار کو بیچ میں ٹوکا۔''میں تین ماہ غائب رہی ہوں،میری حقیقت کیا ہے وہ میں خود جاننا چاہتی ہوں۔ ''

''تو کیا ملکہ تمہیں واپس تمہارے گھر بھیج دے گیں؟''(گئی بھینس پانی میں۔)

المیرا نے گل کو جھوٹ کا بس ایک حصہ یاد کروایا تھا،اب اس سوال کا جواب کیسے دے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نکمی ہو اور نکمی ہی رہو گی تم چیز ائر کیٹ۔" بظاہر مسکراہٹ مگر اندر ایک طوفان بر پا تھا۔

"ایسی صورتحال کو سامنے رکھتے میں یہاں کسی کا اعتبار نہیں کرتی۔ مجھے کچھ وقت لگے کا اس سب سے عادی ہونے کا۔ کیا بحیثیت اس تاج کے مالکن مجھے یہ مہلت مل سکتی ہے؟" زمرد نگاہیں سوال کرنے اور جواب بھی ساتھ ہی سنا دینے کا ہنر رکھتی تھیں۔

"جو آپ کہیں ملکہ۔" نگار نے گردن کے خم سے وہی جواب سنایا جو المیرا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

گل نے لبوں پر زبان پھیرتے ان کی خشکی دور کی۔ "دراصل۔۔۔ میری ایک بہن ہے۔" عبیل نہایت انہماک سے اسکی داستان سننے کو تیار تھی۔

"حکم میں دونگی، تم لوگ اسے بس بجالاؤ۔" تخت کے پیچھے کھڑا خادم خونخوار نظروں سے اپنی ملکہ کو دیکھ رہا تھا۔

"میں اپنی محافظ۔۔۔۔" المیرا نے ایک تفصیلی جائزہ اطراف میں ڈالا۔ سب کے کان اسکے اگلے جملے کے منتظر تھے سوائے ان دو لڑکیوں کے۔

"وہ کھو گئی ہے۔ مجھے اسے ڈھونڈنا ہے۔" عبیل نے بولنے کے لیئے لب جدا کیئے۔

"گل جان کو منتخب کرتی ہوں۔" المیرا کا فیصلہ۔

"آئین؟" اپنے نام کی پکار پر بے اختیار ادا ہوا۔

سب کی گردنیں گل کی طرف گھومیں۔ عبیل کے چہرے پر دبی دبی خوشی اور جوش تھا جبکہ گل وہ نہ یہاں کی رہی نہ وہاں کی۔

"گل جان ہی ہے وہ جس کی مدد سے ہی میں لیبیا کے قید سے بھاگ کر یہاں آئی ہوں۔ مجھے رات کے اندھیرے میں اس نے کشتی ڈھونڈ کر دی۔ اپنے ملک سے

www.novelsclubb.com

بغاوت کر کے اس نے میری وفاداری کی۔ مجھے نہیں لگتا اس سے بہتر کوئی میری حفاظت کر سکتا ہے۔"

فاطر منہ کھولے المیرا کی بے شرمی کو دیکھ رہا تھا۔ ایک کے بعد ایک جھوٹ وہ بنا کسی خوف کے بول رہی تھی۔

"مگر ملکہ ایک باغی پر ہم بھروسہ کیسے کر لیں؟" بائیں طرف کو بیٹھے نشستوں میں سے ایک وزیر اٹھ کر بولی۔

"جس نے اپنی قوم کو دھوکہ دیا وہ ہمیں بھی دے سکتی ہے۔" ایک دوسری مشیر نے نعرہ لگایا۔

"اس نے آپ کی مدد کی ملکہ ہم اسے انعام سے نوازے گیں مگر اس جہاں میں منحرف کی سزا قتل ہے۔" ماہِ نگار نے ان سب کی بات میں اضافہ کیا۔

یہ کون سی گیم ہو گئی تھی اس کے ساتھ۔ وہ تو بس مہمان بننے آئی ہے یہاں۔

www.novelsclubb.com

"اگر میری محافظ قتل کے لائق ہے تو شہزادی عبیل کی غداری کو کیوں وفاداری کے لبادہ میں اوڑھ کر اقامتہ میں سجایا گیا ہے۔" ہال میں سب کو سانپ سونگھ گیا۔ عبیل جو کچھ دیر پہلے گل کی اصلیت جان کر اسے اپنا اپنا سا سمجھ رہی تھی اب ملکہ کا اسے ذکر کرنے پر جھینپ گئی۔

"یا پھر تم لوگ سہی وقت کا انتظار کر کے اسے بھی ہلاک کرنے کی خواہش رکھتے ہو۔" سانپ پہلے سونگھا تھا اب ڈنگ ڈس ذہر سب کر گیا۔ بہت سے وزراء کے چہرے ہتک سے لال ہوئے جبکہ کچھ حیران ہوئے، ان کی ملکہ سچ کیسے جان گئیں۔

"ہمیں گل جان کو محافظ رکھنے پر مسئلہ نہیں ہے مگر۔۔۔"

"حاکم اول آگے آئیں۔" ماہِ نگار برداشت کا گھونٹ پی کر چپ ہو گئی۔ سنہری زرے والی وہ بلند قامت عورت سیڑھیوں کے اختتام پر تھی۔

"میری محافظ کی تربیت آپ کے ذمہ ہے۔" گل چیخ کر المیرا کو روکنا چاہتی تھی۔

"میں چاہوں گی آپ اسے اتنا مضبوط بنادیں کے وہ اپنی بہادری سے خود پر لگا بغاوت کا داغ دھوڈالے۔"

کماری "جی بہت ملکہ!" کہتی پیچھے ہو گئی۔ دور کھڑی مرجان رنگ کی میکسی والی گل ابھی بھی بے زبان تھی۔ جس کے لیئے فیصلہ لیا جارہا ہے اس سے تو پوچھ گچھ ہوئی ہی نہیں۔

سنہرے کھلے بالوں میں ہلکے کرلز ڈالے پشت پر موجود تھے۔ ماتھے کے گرد سنہری چاند ستاروں جیسا زیور اسکے بالوں کو مزید خوبصورت بنارہا تھا۔

وہ محافظ کم شہزادی زیادہ لگ رہی تھی۔

آگے جو کچھ ہوا وہ ایک ناپسندیدہ فلم کی مانند تھا۔

www.novelsclubb.com

گل کو آگے لایا گیا۔ اسکا دماغ اور جسم ابھی بھی دو الگ وجود بنے ہوئے تھے۔ وہ اٹھ تو گئی، چلنے بھی لگی مگر کیا اور کیوں؟ یہ نہ اس نے سوچا اور نہ ہی جاننا چاہا۔ اسے المیرا کے عین سامنے کھڑا کرتے ملازم نے ملکہ کے ہاتھ میں تیر کمان تھمایا۔ گل جان کی گردن خود بخود جھک گئی۔ کماری اس سے حلف اٹھوا رہی تھی۔ وہ زبان سے ہامی بڑھ رہی تھی دماغ سے مفلوج تھی۔ وہاں کتنے لوگ تھے، کسے پرواہ تھی۔ وہ جس ایک پر اس نے بھروسہ کیا وہی اسے دلدل میں پھنسا کر سرخرو کھڑی تھی۔

المیرا نے ہاتھ آگے کیا، گل نے بھی ہاتھ بڑھائے۔ تیر کمان اسے تھماتے المیرا نے اپنا دستانے والے ہاتھ آگے کیا۔

www.novelsclubb.com

ہاتھ کو پکڑتے کماری نے گل سے مزید کچھ حدف اٹھوائے۔

رسم پوری ہونے کے بعد گل جان غائب دماغی سے ہاتھ میں پکڑے بھورے لکڑی کے تیر کمان کو دیکھنے لگی۔ لب سلے ہوئے، کندھے جھکے اور آنکھیں غیر مرئی نقطہ پر مرکوز۔ کوشش کے باوجود بھی آنکھیں نم نہ ہوئیں۔

کسی نے پیچھے سے آتے اسکے سر پر بھی ویسی ہی سکوں کی بنی ٹوپی رکھی جیسی وہاں باقی سپاہی پہنتے تھے۔اس نے کوئی رد عمل نہیں کیا۔

صبح سے تیسرا دھماکہ، تفرق کرنا کٹھن تھا کون سا دھماکہ شدید تھا اور کون سا غیر اہم۔

اس نے تو کبھی چوہا نہیں مارا بندہ کیا مارے گی۔

اس سارے عمل کے درمیان گل جان نے ایک فیصلہ لیا، اگر اتنی دعاؤں کے بعد بھی صلہ یہ ملتا ہے تو وہ تاحیات دعا کے لیئے ہاتھ نہیں اٹھائے گی۔وہ بات الگ تھی اس نے دعا کے نام پر بھی بس نامیسر چیزوں کی شکایت ہی کی ہے۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب خادم

وہی ہال جہاں سے ان کے تمام سوالات شروع ہوئے جہاں سے فاطر کو قیدی، گل کو مہمان اور المیرا کو میزبان بنا کر لے جایا گیا وہی دروازے ایک مرتبہ دوبارہ کھلے۔ مگر اب کی بار یہاں سے وہ نئی پہچان کے حوالے سے نکلے۔

گل اب مہمان سے محافظ تھی۔

فاطر اب قیدی سے خدمت گزار۔

المیرا میزبان سے ملکہ۔

دروازے سے نکلنے والے نرغے کی قیادت المیرا کے ذمہ تھی۔ جورے سے لگا لمبا سکارف اسکے مخملی چغہ پر پھسلتا آرہا تھا۔ سب کی گردنیں اپنی ملکہ کو دیکھتی عزت میں جھک جاتیں۔

" میرا ایک سوال ہے۔ ایک تو نہیں...... خیر سے سوالات کا پورا mcq پیپر ہے۔" اسکی ایک طرف محافظ تھی اور ساتھ چلتی نگار سے وہ ہم کلام ہوئی۔

"ہمارا کیا رشتہ ہے؟" یہ سوال کمرے میں بھی پوچھا گیا تھا اسی لیئے نگار بس ایک سرد آہ بڑھ کر رہ گئی۔ پیچھے چل کر آتا خادم ہر لمحے پہلو بدل رہا تھا۔ ایک تو اسکے ہاتھ

رسی سے بندھے تھے۔دوسرا اس کے آگے، پیچھے، اوپر، نیچے عورتیں ہی عورتیں تھیں۔

" میں بڑی بہن ہوں آپ کی۔۔۔۔ملکہ۔"آخری لفظ سے جبر اور ناپسندیدگی کی بو تھی۔

" اوہ۔۔۔"راہداری میں ان سب کے قدموں گونج اٹھے۔"پہلے سارے بھائی تھے اب سب بہنیں"(منہ ہی منہ میں بڑبڑائی) خیر سے میں درمیان میں تو نہیں آتی۔"

" سامنے دیکھیں ملکہ۔"قریب سے گزرتی عورتوں کے یکجا تاثرات تھے۔المیرا کے لیئے عقیدت، گل کے لیئے فخر اور فاطرا اس کو دیکھ کر تو باقاعدہ ان کا ہنسنے کا دل کرتا۔

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تم میری بڑی بہن ہو؟"

راہداری ختم ہوئی اور سامنے زینے نمودار ہوئے۔"میں آپ کی سوتیلی بہن ہوں ملکہ۔میں اور ماہِ کامل دونوں۔ہمارے باپ مختلف تھے۔"المیرا کے لب اوہ میں ڈھل گئے۔

زینے اور راہداریاں......جن میں ملکہ کا پلو زمین سے پھسلتا آگے بڑھ رہا تھا۔دفعتاً اسے اگلا قدم اٹھاتے وقت گردن پر کسی چیز کے کھنچنے کا احساس ہوا۔اس نے گردن پھیر کے کندھے کے پار سے دیکھا تو پیچھے چلتے لوگ رک گئے۔

نظریں سنہرے کپڑے کے کنارے پر تھی جہاں کسی کا پاؤں موجود تھا۔نگاہیں آہستہ سے اٹھائیں تو فاطر اسلام سے جاملیں۔المیرا کا چغہ اسکے پاؤں تلے تھے۔

استہزائی آئبر واچکائی جیسے وہ اپنے غلام کی بہادری پر اسے بے وقوف کہہ رہی ہو۔

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے فاطر نے نخوت سے گردن پھیرتے پاؤں ہٹادیا۔

المیرا تو اس کے انداز پر شعلہ جوالا بن گئی۔

www.novelsclubb.com

"خادم میرا چغہ زمین پر لگ رہا ہے۔" فاطر نے ایک نظر سنہری کپڑے کو دیکھا اور پھر المیرا کو۔ آنکھوں میں احترام تو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا تھا۔ لاپرواہی سے پاؤں کی مدد سے کپڑے کو دور اچھال دیا۔

سارے مجمع کو چپ لگ گئی۔ انہیں اس خادم کی زندگی زیادہ لمبی بچتی نظر نہیں آرہی تھی۔

"ماہِ نگار!" فاطر سے نظریں ہٹائے بنا کہا۔ "اس کی سزا کیا ہے؟" المیرا نے جانتے بوجھتے لہجہ بلند کیا۔

"جو آپ دینا چاہیں ملکہ۔" نگار تعبداری سے پیچھے کھڑی تھی۔ فاتحانہ مسکراہٹ لبوں پر سجاتے اس نے فاطر کا سر تا پیر جائزہ لیا۔ وہ منہ پھلائے ابھی بھی بڑبڑا رہا تھا۔

"معزز خادم خاص (ہر لفظ پر زور ڈالا) یہ پہلی اور آخری خطا سمجھ کر معاف کی جا رہی ہے اگلی مرتبہ اس ملکہ سے سخاوت کی توقع مت رکھنا۔" فاطر نے اسکو گھاس نہیں ڈالی الٹا آنکھیں گھما دیں۔

المیرا ابھی اسکے انکار کو کسی خاطر خواہ میں نہ لائی۔

"میرے لباس کا پلو اٹھاؤ!" گل اور فاطر نے یک دم المیرا کو دیکھا، وہ فاطر کی اڑی رنگت دیکھ کر مسرور ہوئی۔ خادم نے وضاحت کے لیئے گل کو دیکھا جس نے فوراً نظریں چرا لیں۔ وہ بے یار و مددگار اجنبیوں کے درمیان کھڑا تھا۔ سب کی نظریں اس کے اگلے عمل کی منتظر تھیں۔ کر دیا تو انا سے جائے گا.... نہ کیا تو جان سے جائے گا۔ "ایسی زندگی سے تو موت بہتر ہے۔" دل ہی دل میں کہا۔

جب کچھ سیکینڈز تک وہ نہ ہلا تو پیچھے کھڑے سپاہی میں سے ایک نے اسے دھکا دیتے جھکایا۔

www.novelsclubb.com

"فاطر اسلام مر تو سکتا ہے مگر جھک نہیں سکتا۔" کسی عزیم گھڑی میں کہے الفاظ اب اسے یک لخت یاد آئے۔ وہ جو کسی مرد کے سامنے نہیں جھکتا تھا آج ایک عورت کا دوپٹہ اٹھانے کے لیئے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔

رسیوں میں جکڑے ان ہاتھوں میں اب وہ ریشمی کپڑا سنبھالے کھڑا تھا۔

مورخ لکھے گا ایک خادم اپنی ملکہ کی ادا پر جھک گیا۔

یا پھر ایک خادم اپنی جان کا سودا غرور ہار کے کر گیا۔

مسکراتے ہوئے المیرا دوبارہ سے آگے چلنے لگی۔ فاطر کو اس نے سر اٹھانے کے بھی قابل نہیں چھوڑا تھا۔ تبھی گل نے سب کی نظروں سے بچتے المیرا کی کہنی پر چٹکی کاٹی۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں ہوا اشارہ ملکہ سمجھ گئی۔

"کیا رسومات ختم ہو چکی ہیں نگار؟"

"جی ملکہ۔" اونچے کالر والی نگار نے بنا چہرہ پھیرے کہا۔ گل مایوسی سے المیرا کی طرف مڑی جس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے شانت کیا۔

" میرے ابھی بھی کچھ سوال ہیں۔ میں ملکہ کیوں بن رہی ہوں جبکہ۔۔۔۔ تم مجھ سے زیادہ قابل دکھ رہی ہو اس مقام کے لیئے؟"

اسکی طرف پیٹھ کیئے ماہِ نگار نے ایک سرد غم زدہ آہ بڑھی۔ زینوں کے درمیان میں رکتے نگار اسکی جانب مڑی۔

"destiny (قسمت)۔" اداس لہجہ لیکن گردن پھر بھی بلند تھی۔ یہ کندھے ذمہ داری اٹھانے کے عادی تھے، یوں کیسے جھک جائیں؟

" ملکہ کا انتخاب تاج کرتا ہے، عوام یا خون نہیں۔" آمنے سامنے کھڑے المیرا اس عورت کی آنکھوں میں جھانکتی مضبوطی کے ملمع کو دیکھ رہی تھی۔ وہ طاقت چاہتی تھی مگر شاید ملی نہیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

" اور یہ تاج منتخب کیسے کرتا ہے؟"

نگار دوبارہ سے آگے چلنے لگی۔"روایت کے مطابق سلطنت میں پیدا ہونے والی ہر بچی کے سر پر تاج رکھا جاتا ہے۔چاند تلے جس کا تاج چمکے وہی ہوتی ہے اس تاج کی حقدار۔چاند کی ملکہ۔"

"سئیریسلی ؟"المیرا اونچا قہقہہ لگا کر ہنسی۔پیٹ پر ہاتھ رکھے وہ دوہری ہو رہی تھی۔سب اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگے جن میں سے سب سے منفرد نگار کی تھیں۔

شعلہ باز اور تنفر زدہ۔

"تم لوگ یہ ہر سال کرتے ہو۔اوہ میرے خدایا۔یہ کیا....یہ کیا بے وقوفی ہے۔"وہ اپنی ہنسی کے درمیان بول رہی تھی۔ساتھ کھڑی گل اسے خاموش ہونے کے اشارے کرنے میں صرف تھی۔"تم لوگوں کو کس نے کہہ دیا ہے یہ سلسلہ شروع کرو؟"آنکھ کے کنارے آئے آنسو کو پونچھا۔

(وہ یہ سب برداشت آزمانے کی نیت سے کر رہی تھی۔)

نیلی سیاہ آنکھوں والی نگار کا آدھا روپ اندھیرے میں تھا۔ آہستہ سے ختم ہوتی ہنسی والی اپنی ملکہ کو دیکھتے اسکی ساری نرمی پل میں غائب ہو گئی۔ گل کو اپنی موت قریب دکھی۔

بنا کچھ کہے ماہِ نگار آگے بڑھ گئی۔

"ہونہہ، موڈ سونگز۔" المیرا ابھی المیرا تھی۔ ذرا دھیان دو تو تمہیں پیچھے فاطر گم سم سی کیفیت میں ملے گا۔

دو قدم خاموشی المیرا سے سہی نہ گئی۔ "ہم جا کہاں رہے ہیں؟" چوڑے زینوں کی ایک طرف دیوار میں جلتے ہوئے چراغ کندے تھے۔

"رات کا کھانا۔" لگتا ہے اسکی سوتیلی بہن ناراض ہو گئی۔ خود ساختہ تجزیہ۔

لکڑی کے بنے دروازے کے قریب بڑھتے وہاں ایک پستہ قد آدمی دکھا۔ماہِ نگار کا آگے بڑھ کر ہاتھ ماتھے سے لگایا پھر المیرا کے سامنے آرکا۔

"ملکہ!" دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے اس نے تعظیم دی۔فاطر فوراًاسے پہچان گیا، تھوڑی دیر پہلے ہی تو دیکھا تھا۔ایک آنکھ نیلی اور دوسری سفید پتھر جیسی.......یہ وہی عجیب سا آدمی تھا۔

جھکا سر اٹھانے کے درمیان اس نے المیرا کے کندھے کے پیچھے سے فاطر کو دیکھا۔امبر نگاہوں میں بے یقینی تھی۔ہلکا سا مسکراتے وہ سیدھا کھڑا ہوا، مسکراہٹ غائب ۔لمحوں کا کھیل تھا کسی نے دھیان بھی نہیں دیا سوائے فاطر کے۔

"حبتہ اللہ قید خانے کا نگران۔" نگار نے تعارف کروایا۔"میرا آزاد کیا گیا خادم۔"

www.novelsclubb.com

المیرا کے ذہن میں ایک سوال آیا۔ بلبل نے اسے کہا تھا آپ خادم خاص کو آزاد نہیں کر سکتے، پھر یہ کیسے ہوا؟ موقع کی نزاکت کو سمجھتے المیرا نے سوال بعد کے لیئے چھوڑ دیا۔

" تم تاج پوشی کے وقت کہاں تھے؟" نگار کی جانچ پڑتال۔

"میں یہ مسئلہ خود ہی سلجھا رہا تھا مگر اب پانی سر کے اوپر سے گزر چکا ہے۔" کمر پر ہاتھ باندھتے اس کی نظریں جھکی تھیں۔ "تین ہفتہ پہلے منصف کی قدرتی موت کے بعد سے تمام مردوں نے قہرام مچا رکھا ہے۔ ان کی ایک ہی رٹ ہے انہیں بھی برابر کے حقوق چاہیے۔" ماہِ نگار نے ناپسندیدگی سے چہرہ پھیر لیا۔

"میں انہیں جتنا روک سکتا تھا روک لیا۔ آج بھی ان میں سے کثیر تعداد نے کام کاج اور مزدوری سے منع کر دیا اور جلسہ نکالے لڑنے آ پہنچے تھے۔ اب آپ ہی کچھ کریں نگار جی!" المیرا کہیں پسِ منظر میں رہ گئی۔ اس وقت ملکہ کا ولولہ اسکی بڑی بہن میں نظر آ رہا تھا۔

''کیا انہیں ہماری حالت نہیں معلوم۔ ہمارے پاس رہنے کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ ملک سے ملک گھوم رہے ہیں۔ گزر بسر کی اشیاء لوٹ مار کر حاصل کرنے کے در پر ہیں ہم۔'' حبتہ اللہ کی ٹھوڑی گردن سے جا لگی۔ ان سب سے فاصلہ پر کھڑی گل نے فوراً المیرا کا کندھا ہلایا۔

''اس سے بہتر اور کوئی موقع نہیں۔'' گل کی بات اسکے سر پر سے ہوتی گزر گئی۔

''دبیر کو مقام چاہیئے۔ اسے برابر کرو ہم سب کے ساتھ۔'' گل کی بات پر لب اوہ میں سکڑے۔ جوش سے وہ اپنی مشیر کی طرف مڑی۔

''میری نظر میں ایک انسان ہے۔'' جہاں ماہِ نگار کے آ ئبرو آنکھوں کے قریب آئے وہی حبتہ اللہ اپنی نئی ملکہ کی بات کا منتظر ہوا۔

کچھ ہی لمحوں میں المیرا عنایت محسن دوسروں کی مدد سے پسِ منظر سے پیشِ منظر میں دوبارہ آ گئی۔

★★★★

باب منصف

ان تمام روشنیوں اور ہل چل کو چھوڑتے اسی بدبودار کال کوٹھری میں آؤ۔ ہارا ہارا ہوا جواری یونہی بیٹھا تھا۔ منڈا ہوا سر، چھلی ہوئی انگلیاں اور اس قید خانے میں اکیلا وہ۔

بہت دیر تک وہ اسی کیفیت میں رہتا ہے جب اس منظر میں اضافہ ہوا۔ چراغ سے نکلتی روشنی اسے خود پر چھاتی محسوس ہوئی۔

مندی آنکھوں اور سستی سے گردن اٹھائی۔ لمحے کے ہزارویں حصہ میں اسکا چہرہ بدلا۔ بے تاثر انداز یک دم خوف زدہ ہوا۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سمیت ایک دم ہی سلاخوں سے آلگا۔

دبیر کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں لالٹین کی روشنی تلے جھلملائیں۔

"مجھے یہاں سے نکالو۔یہ میری جگہ نہیں۔مجھے قید ہونے کے لیئے نہیں چنا گیا۔"لہجہ بے بسی سے کانپا،خوف سے بلند ہوااور وعدہ خلافی کے غم میں ڈوب گیا۔

سامنے کھڑا چغہ نشین خاموش رہا۔لالٹین والا ہاتھ بلند تھا باوجود یہ کہ اسکا چہرہ پھر بھی اندھیر تھا۔

"نکالنے ہی آئے ہیں۔"مدھم سی ٹھک ٹھک کی آواز پر پیچھے سے ایک وجود نمودار ہوا۔

حبتہ اللہ کی نکلی آنکھ روشنی میں سفید لگی۔"ہماری ملکہ سخی ہے۔یا یہ کہو تم جیسوں پر سخی ہیں۔"مذاق اڑاتی ہنسی جو دروازہ کھلنے کی چڑ میں دب گئی۔

دبیرا ابھی بھی سلاخوں کو پکڑے کھڑا تھا۔بے یقین،لاجواب اور سوال زدہ۔

وہ چغہ والا اندر آیا اور قیدی کی کلائی نہایت احتیاط سے تھامی یوں جیسے وہ دبیر کے چلنے کا منتظر تھی یا تھا۔

www.novelsclubb.com

بغیر کچھ کہے وہ بس حبتہ اللہ کی آنکھوں میں اتری شیطانیت کو دیکھتا رہا۔ جیل سے نکلتے وہ اسے دیوار کی طرف لے جا رہے تھے۔ ساتھ چلتا حبتہ اللہ دبیر کو نجانے کیا جتانے کے درپر تھا۔

سب کچھ ایک سلو موفلم کی مانند ٹی وی سکرین پر چلتا رہا۔ دبیر ریموٹ ان دو کو دے کر خاموش تھا البتہ آنکھیں ابھی بھی آدھ کھلی تھیں۔

اس دیوار کے سامنے ایک پردہ ہٹاتے اب وہ بھاری گول زینے تہہ کر رہے تھے۔ حبتہ اللہ آگے دبیر پیچھے۔ جیسے جیسے وہ آگے جاتے کہیں دور سے روشنی نظر آنے لگتی یہاں تک کے اب دبیر مکمل روشنی میں تھا۔ گرم لو کی گھٹن سے اس کا وجود آزاد ہوتے ٹھنڈی تبسم کی لپیٹ میں آگیا۔ وہ اندازہ ہی نہیں کر سکا کب زینے ختم ہوئے...... لکڑی کا وہ گول دروازہ ایک طرف کو کھسکا اور کب وہ آسمان تلے اس گول دروازے کے قریب کھڑے ہوئے۔

www.novelsclubb.com

دبیر نے حیرت سے سانس روک لی۔آنکھیں آدھ وا سے مکمل کھلیں۔کلائیں دھیرے سے آزاد ہو گئی۔

وہ عبایہ والا وجود کہیں پیچھے رہ گیا تھا۔

دور دور تک سمندر کی لہریں اوپر نیچے ہو رہی تھیں۔سورج اپنی تاب سے اس کشتی کے ماربل زدہ فرش کو گرم کیئے ہوئے تھا۔دبیر نے قدموں میں دیکھا وہ گول دروازہ بند تھا۔دبیر نے سر اٹھایا آسمان صاف تھا۔

وہ جہاز میں تھے؟ یہ انکشاف سے زیادہ مخمصہ تھا۔

"ہمارے ساتھ چلو۔"حبتہ اللہ نے ہاتھوں کی حرکت سے آگے کی طرف اشارہ کیا۔نگران کے چلنے پر کچھ کھنکتا تھا۔دبیر نے اس کے پاؤں کو دیکھا۔مضبوط بیڑیاں یوں جیسے پائل ہو۔وہ کسی ٹرانس میں بس چلے جا رہا تھا۔

تجسس تھا اختتام جاننے کا،لاعلمی تھی کے وہاں کیا منتظر ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اب جہاز کے اندر بڑھے۔ سامنے ایک وسیع حال تھا۔ وہ کسی بھول بھلیاں سے کم نہ تھا۔ دبیر نے راستہ بھی سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اسے نیچے کی طرف بنے زینوں پر چلنے کا کہا گیا۔

ہر اٹھتا قدم روشنی سے دور اور اندھیرے کے قریب لے جاتا۔ کیا ایک اور قید اسکے انتظار میں تھا؟

پورے دورانیہ میں اس اب آواز سنائی دی۔ زینوں کے اختتام پر وہ بے انتہا روشنی اور کئی لوگوں کے آگے پیچھے جاتے قدم دیکھ سکتا تھا۔

اگلے ہی لمحے وہ بھی اسی فرش پر کھڑا تھا۔ نگران ایک طرف کو ہوا تب اس نے ہال کمرے پر غور کیا۔ لال پردے۔ قطار میں لگے میز، ان پر بیٹھیں کھانا کھاتی عورتیں۔ اور بھاگ دور کرتے مرد۔

یہ کیا تھا؟

اتنا سب تو ایک تین گھنٹے کی فلم میں ہاج مولا سے بھی ہضم نہ ہو۔

یک دم وہاں آوازیں آہستہ ہوتیں ختم ہو گئیں۔ سب کی نظریں آنے والے پر تھیں۔

اور آنے والے کی نظریں چبوترے سے ملنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔

ایک کونے میں سنہری بالوں والی لڑکی کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ اسکا چہرہ قدیم جنگی ٹوپی نے ڈھکا تھا۔ مگر وہ ان آنکھوں کو پہچان گیا۔ کیسے نا پہچانتا، اس جیسی دیکھی بھی کہاں تھیں۔

گل کی مسکراہٹ میں حوصلہ افزائی تھی۔

نظریں بائیں سے دائیں بھٹکی تو بے اختیار اس نے آنکھیں مسلیں۔ سیاہ جیلبیہ میں موجود فاطر اسلام کا چہرہ ہتک سے لال تھا۔ وہ نظریں ملانے کے بھی قابل نہیں رہا ۔ ہاتھوں میں بیڑیاں جو گردن تک جا رہی تھیں اور پھر۔۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سب سے غیر متوقع یا یوں کہہ لو گئی بھینس پانی میں۔

چمکتا تاج،اور سر یا سے لگی گردن کے ساتھ المیر اعنایت اترانے والے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔آئبر وا چکاتے جیسے اپنے داد وصول کرنے کے موڈ میں ہو۔

" منصف اعلی۔"حبتہ اللہ نے دبیر کی طرف اشارہ کیا۔وہ ہو نقوں کی طرف بس دیکھتارہ گیا۔ جواب کے لیئے چبوترے پر موجود ہر کسی کو باری باری دیکھا۔

ماہِ ملکہ مسکرائی،یوں جیسے بڑا تیر مارا ہوا۔

"Welcome to the gang, persozo."

(گینگ میں خوش آمدید،پر سوزو۔)

فضا میں ایک عجیب سا خمار تھا۔طاقت کا نہیں ذمہ داری کا۔وہ نیا نیا منصف(انصاف کرنے والا)بنا ہے تھوڑا تو صدمہ واجب تھا۔

جس نے ہمیشہ اپنی زندگی اصولوں کی پیروکاری سے دور رہ کر گزاری ہے آج وہ دوسروں کے لیئے فیصلہ اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر کرے گا۔ واہ رے قسمت! فاطر ابولا اسلام کا بوج تو نے اس پر ڈال دیا ہے۔

حبتہ اللہ اسے شاید اسکے فرائض سمجھا رہا تھا۔

فاطر المیرا کی خدمت کرے گا، گل المیرا کی حفاظت اور دبیر...... صد شکر اسے المیرا کے متعلق کام نہیں ملا۔ وہ عدالت میں پیش کیئے گئے مردوں کے مسائل حل کرے گا۔

کیسے؟ یہ معلوم نہیں۔ کیوں؟ یہ جاننا ضروری ہے مگر سب سے پہلے۔۔۔۔ یہ سب کیا تھا؟ اس نے تو ایسی کسی چیز کا ذکر نہیں سنا۔

★

کچھ بدنصیب مشکل گھڑیوں بعد

روشن راہداریوں میں حبس تھی جسے آگ کے شعلے گہرا کر رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک خادم منصف کو کلائی سے کھینچتا راہداریوں میں لیئے آگے بڑھ رہا تھا۔ صد شکر وہاں کوئی سپاہی نہیں تھی۔ ورنہ یوں کھلے عام بغیر اپنے مالک کے گھومنے پر وہاں کے غلاموں کو سزا دی جاتی تھی۔

راہداری ختم ہوئی اور سامنے تھا اس بچھری ہوئی ریاست کی ملکہ کا کمرہ۔ دونوں درباری غائب تھیں۔ فاطر کی تو آج عید ہو گئی۔

دروازہ پوری قوت سے کھولتے اس نے دبیر کی کلائی گھماتے کمرے کے بیچوں بیچ لا کھڑا کیا۔ منصف المیرا کے ساتھ رکھے صوفے پر جا گرا۔ المیرا اچھل کر دور ہوئی۔ گل جان ان سے فاصلہ پر لاپرواہ اپنی سوچ میں غرق تھی۔

"اب بتاؤ؟ کیا ہے یہ سب؟ کہاں ہے ہم؟ تم نے ہمیں بلایا تھا ناوہاں۔ کیا ہوا ہے یہ؟" طیش کا بے انتہا عالم تو اسکی پھڑکتی رگ ہی بتا رہی تھی۔ بغیر تاج کے مگر بن سور کر اسے سنہرے جوڑے میں بیٹھی المیرا نے ایک نظر اپنے خادم خاص کو دیکھا اور پھر دبیر کو۔ بھاری چغہ اتار پھینکا تھا۔

"یہ سب خواب ہے نا؟ یا پھر کوئی سٹیج ڈرامہ۔ کیمراز کہاں لگے ہیں؟" اپنی جگہ پر کھڑے اس نے ادھر ادھر سر گھمایا۔

"ہم یہاں سے نہیں نکل سکتے۔" سکتہ کے عالم میں گل کی سرگوشی جو فاطر کی چیخ میں دب گئی۔

"تم ملکہ کے سامنے اونچی آواز میں نہیں بول سکتے گستاخ!" المیرا ابھی پھر المیرا تھی۔ پوری آسکر وننگ پرفورمنس دیتے اس نے انگلی اٹھا کر ڈرامائی انداز میں کہا۔

"چپ کرو!" وہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔ کمرے کی در و دیوار میں اسکی چیخ ٹکراتی المیرا کے کانوں میں گونجی۔ "زندگی کو مذاق سمجھ رکھا ہے تم سب نے؟" وہ آگے آیا اور کمرے میں رکھی کرسی کو ٹھوکر مارتے دور گرایا۔

اس کی صبر کی وارنٹی ایکسپائر ہو چکی تھی۔

''ہم یہاں سے نہیں نکل سکتے۔'' یہ انکشاف کا لمحہ تھا جس کے آنے میں المیرا کے دلائے جوش کی وجہ سے تاخیر ہوئی تھی۔

'' ایک منٹ میں ہم وہاں تھے اگلے پل آنکھیں کھلتی ہیں اور ہم اس جہنم میں ہیں جہاں سوال کرنے پر کوڑے اور آواز اٹھانے پر گالم گلوچ سے نوازے جانا ایک عام بات ہے۔'' وہ چل کر دوبارہ دبیر کے پاس آیا۔

'' آواز آہستہ رکھو فاطر اسلام۔'' بے اختیار اٹھتے وہ اسکے سامنے آئی۔ ''مت بھولو کے میرے ایک اشارہ پر تمہاری جان میری آنکھوں کے سامنے نکالی جائی گی۔'' مرد کے قدم سست پڑے۔ اس عورت کے انداز میں آج کچھ جدا تھا۔ المیرا عنایت محسن طاقت کے نشے کا پہلا گھونٹ بڑھ چکی تھی۔

'' تو تم سے سوال پوچھ لیتا ہوں۔ (وہ طنزاً اسکی طرف آیا) بتائیں بی بی! یہ سب کیا ہے؟ کہاں کی ملکہ؟ کونسی دنیا؟ کیسے اصول۔۔۔''

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جو بھی ہے، جیسا بھی ہے، جہاں بھی ہے، تم۔۔۔خدمت گزار ہو اور میرے پاس احکام اول کی طاقت۔" تکبر اس ملکہ کی ہر ادا میں جھلک رہا تھا۔ "تمہیں نہیں پسند یہ آزادی ٹھیک ہے۔۔۔۔درباری!" اور اس وقت ایک آواز آئی۔

درد کی آخری سطح کو چھوتی ایک ہار کی آواز۔

کسی کی سسکنے کی اور پھر وہ سسکی بلند ہونے کی پکار۔

کمرے میں یک دم سناٹا چھا گیا۔ سب نے اس آواز کے رخ دیکھا۔

گل جان ہاتھوں میں چہرہ چھپائے سسک رہی تھی۔ اسکا پورا وجود ہچکیاں کھاتا گھٹنوں کے بل زمین سے جا لگا۔

سنہری بال اطرف میں بکھرے تھے۔ جسم کا رواں رواں ہار تسلیم کر چکا تھا۔

منظر کو دیکھنے کے لیئے المیرا کو باقاعدہ تین چار بار آنکھیں صاف کرنی پڑیں۔ یہ اچانک بیٹھے بیٹھے اسے کیا ہو گا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے صرف اپنی بہن کو بچانا تھا۔ میں تو بس ایک بہن تھی جسے اپنا خاندان بچانا تھا۔"کندھے جب کھوکلے وعدوں کا بوج اٹھا کر تھک گئے تو ہاتھوں میں سے بھی جان فنا ہوئی۔ "میرا کیا قصور تھا؟" آنکھوں سے آنسو رکے بغیر بہہ رہے تھے۔ آج گل جان ان پر بندھ نہیں باندھ سکتی۔ آج وہ آزاد تھے۔ بالکل اسکے کندھوں کی طرح۔

کمرے کے وسط میں کھڑے تین لوگ اس روتی لڑکی کو خاموش سے دیکھ رہے تھے۔ تینوں ہی دماغ سے سوچنے والے پتھرائے ہوئے دل کے انسان۔ ایک دوسرے سے نظریں چراتے اسی انتظار میں کہ رونے والے کو دلاسا کون دے گا۔ یہ آنسو، یہ جذبات ان کی سوچ سے آگے کی چیزیں تھیں۔

★

کچھ غم زدہ آنسووں بعد

www.novelsclubb.com

" تو ان کے یہاں بھی سورج ویسے ہی ڈھلتا ہے۔" کھڑکی کے سامنے گول چھوٹا میز تھا۔ میز کی ایک طرف کیلا کھاتی المیرا دوسری طرف کھڑکی سے ڈھلتے سورج کو دیکھتی گل جان سجے تھے۔

فاطر اسلام کمرے میں ٹہلتے انہیں دیکھ رہا تھا اور دبیر وہ بیڈ پر چت لیٹا نجانے کیا سوچنے میں غرق تھا۔

کہانی کے تمام کردار ایک بار پھر مل بیٹھے تھے۔

" تو تمہارا کہنا ہے یہ ایک متوازی دنیا ہے۔" بنا تمہید باندھے وہ بیڈ کے کنارے پر آ بیٹھا۔

www.novelsclubb.com

فاطر کا لہجے میں شک کے 100 رنگ تھے۔ گل نے سست روی سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ المیرا یونہی لاپرواہی سے کیلے چھیلتی رہی۔

" ہاں۔"

" وہی جو کہانی تم نے مجھے سنائی تھی؟" ماتھا پُر شکن تھا مگر بیزار نہیں بس زرا سا حیران اور کچھ زیادہ ہی پریشان۔

" ہاں!" پیچھے لیٹا دبیر خدا جانے کچھ سن بھی رہا تھا یا نہیں۔

"rubbish, complete rubbish" بے لگام حقارت سے وہ گل کو حیران کر گیا۔ گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے وہ بیڈ سے اٹھ کر دوبارہ ٹہلنے لگا جب گل کی آواز آئی۔

" ہم کہاں ہیں؟" آج اس کا لہجہ خالی تھی۔ جوش، عزم، ولولہ سب آج کسے کونے میں گہری نیند سو رہے تھے۔

"اپنی دنیا میں، ابویسلی۔" اتنی سی بات کہتے بھی وہ اپنی آنکھوں کو گھومنے سے نہ روک سکا۔

www.novelsclubb.com

"میں دنیا کا نہیں جگہ کا پوچھ رہی ہوں۔ ہم کہاں ہیں فاطر سر؟" محافظ کے لہجے کی سختی پر کچھ لمحات کے لیئے وہ سن رہا۔ مگر اپنی ضد اور اکڑ چھوڑے بغیر دوبارہ کہا، "کروز شپ میں ہیں۔ وہ گیلری وہیں تھی۔"

المیرا جانتی تھی گل اپنی بات منوا کر ہی پر سکون ہو گی اور فاطر اس کی بات نہ مانے بغیر آرام میں رہے گا۔

"کروز شپ میں کیا یہ سب تھا؟" طنز نہیں سوال کیا۔ فاطر نے خجل ہوتے گردن پر ہاتھ پھیرا۔ یہاں جواب نہیں بنا تو ہٹ دھرمی سے منہ پھیر لیا۔

"ہم کروز شپ میں ہی ہیں فاطر اسلام۔" پیچھے لیٹی لاش میں حرکت ہوئی۔ مطلب وہ سن رہی تھی۔ فاطر نے یک لخت گردن پھیرتے دبیر کو دیکھا۔

" ہم اسی کروز میں ہیں مگر یہ دنیا ہماری نہیں۔" حیرت کا دوسرا جھٹکا۔ اس نے گل کو "بہن کس زبان میں بول رہی ہو؟" والی نظروں سے دیکھا۔

المیرا نے ایک نوالہ میں سیب کی آخری پھانک منہ میں ڈالی اور آگے ہوئی۔

"کیا مطلب؟" بے روزگار آینکر کا سوال۔

"ہماری دنیا میں کیا ہوتا ہے۔ مردوں کی حکمرانی۔ patriarchy. we live in a male oriented society جہاں عورتیں اپنا حق مانگ رہی ہیں اور مرد فرنٹ لائن پر رہ کر حکم سنا رہے ہیں۔ یہاں اس سے متضاد ہے۔" فاطر نے اسکی بات کاٹنی چاہی تو اس نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

المیرا متاثر ہوئی تھی یا پر خطر اندازہ لگانا تھوڑا جلد تھا۔

" ہم ماہِ ملکہ میں چھٹی منانے آئے تھے مستقل رہنے نہیں۔ یہ لوگ مستقل یہی رہ رہے ہیں کیونکہ ان کا گھر ان سے چھن چکا ہے۔" وہ اب ہر چیز کا معائنہ کر کے کہہ رہی تھی۔ فاطر نے ہاتھ بلند کرتے جیسے اپنی بیزاری کا اعلان کیا ہو۔

"میری بات پر غور کریں فاطر سر۔" تنبیہی اونچا لہجہ جس کو نظر انداز کرتے فاطر ارد گرد دیکھنے لگا۔

"یہاں ملکوں کے نام، زبانیں اور بہت سے چیزیں یکتا ہیں مگر سوچ۔ نظریات اور زندگی گزارنے کے طریقے مختلف۔" رات کی سیاہی میں ڈوبے سمندر پر ان کا جہاز آہستہ سے لہر در لہر بہہ رہا تھا۔ وہ بے بسی اور کچھ غصہ سے آدھی عقل اور مکمل خود اعتمادی والے آدمی کو سمجھا رہی تھی یا اگر کہوں تو دیوار سے بس سر ٹکرا رہی تھی۔

"تم لوگوں کو خوابوں خیالات میں جینے کا شوق ہو گا مجھے نہیں۔ ہم مصر میں ہی اپنی دنیا میں، ماہِ ملکہ کے کروز میں اور۔۔۔"

"تو ثابت کریں یہ۔" فاطر کی بات یک دم کاٹتے گل اپنی جگہ پر پیچھے ہوئی۔ اسکے پتلے ہونٹ ایک فاتحانہ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اور آنکھیں اکتاہٹ سے کامل۔

کچھ دیر سیاہ لباس والا شخص ہونٹ کاٹتا بیڈ پر بیٹھا رہا۔دبیر پیچھے خاموش،المیرا دونوں ہاتھوں میں امرود تھامے پرجوش اور گل سینے پر بازو باندھے پر غور۔

جب فاطر سے جواب نہ بن پایا تو ترک لڑکی کی آواز کمرے میں گونجی۔"جو وہاں کی عورتوں کے ساتھ سلوک ہوتا ہے وہی یہاں کے مردوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ متواز چلتی ہے یہ دنیا ہم سے۔ تبھی تو اعتدال قائم ہے۔"

"کیسا اعتدال؟"المیرا نے بھی حصہ لیا۔"متوازی دنیا کا علم ایک پہیلی، مخمصہ یا جو بھی کہہ لو ہے۔کچھ کا ماننا یہ ہے کے ان کا ہونا ہماری دنیا کو بیلینس میں رکھے ہیں۔ دو الگ راستے جو خود مختار ہیں۔"فاطر نے کچھ سوچتے اپنی فرنچ داڑھی پر ہاتھ پھیرا۔

"تم نے یہ سب ایک بلاگ سے دیکھتے معلوم ہوا ہے۔مطلب جو یہاں آیا ہے وہ گیا بھی ہے۔"فاطر کی نگاہوں میں چمک سستی سے ہی مگر لوٹ رہی تھی۔دبیر السازار نے لیٹے لیٹے کروٹ بدلی۔پتا نہیں کس چیز کا روگ لیئے بیٹھا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

" اور مجھے اس ٹور گائڈ نے ایک کہانی بھی سنائی تھی۔"سیب کو ہاتھ میں لیتے المیرا نے ان کے علم میں اضافہ کیا۔ "لیکن پھر سوال یہ آتا ہے۔اس دنیا کا سامان ان کے پاس کیسے گیا؟ کہاں ہم یہ ہیرے زیورات وہاں لے جا سکتے ہیں؟"اس سوچ پر جہاں اسکی آنکھیں چمکیں وہی فاطر کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔یہ عورت نہیں سدر سکتی۔

" وہ نکلی بھی تو ہو سکتے ہیں۔" دبیر السازار نے اپنی زبان کو بولنے کا شرف دیا۔ ساری گردنیں اس تک گھومیں۔وہ انگلیوں کی مدد سے چادر پر لکیریں کھینچ رہا تھا۔ "انہوں نے کہانی سنائی تھی کے یہاں کی ملکہ کو ماہِ ملکہ کہتے ہیں جبکہ تمہیں تو سب ملکہِ ماہ کہہ رہے ہیں۔ "

دبیر کی بات پر فاطر نے ہونٹ کا کونا طنز سے اٹھاتے گل کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

" اگر یہ متوازی دنیا ہے تو اس کا علم وہاں تک کیسے پہنچا؟" لاجواب ہونے اور کرنے والے چہرے بدل گئے۔ گل جان کی گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ المیرا اب واضح طور پر متاثر لگتی تھی۔ زیادہ دیر تک نہیں رہے گی۔

" وہ تاج جسے تم نے ہاتھ لگایا وہ آخری ملکہ کا تھا مگر........." دبیر اٹھ کر سیدھا ہوا۔ خالی آنکھوں سے اپنی دوست کو دیکھا۔ گل کے چہرے پر آنے جانے والے رنگوں سے فاطر لطف اندوز ہو رہا تھا۔ "یہاں تو ملکہ تم ہو۔ کیا تم پر یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا؟" ہنستی کھیلتی سبز آنکھیں تھم گئیں۔ "انشاءاللہ!" فاطر نے باآوازِ بلند کہا۔ المیرا نے اسے نظر انداز کیا....... دبیر کی اندر تک اترتی نظریں نجانے کیا اگلوانا چاہ رہی تھیں۔

"تم جل رہے ہو کیا؟ (ہتھیلی پر ٹھوڑی رکھتے آگے ہوئی) ویسے برا مت ماننا تمہارے بغیر بالوں والے سر پر تاج اچھا بھی نہیں لگے گا۔" دبیر نے جواب نہیں

www.novelsclubb.com

دیا۔ ہلکی سانس لیتا وہ کچھ دیر تک یونہی اسے دیکھتا رہا، اور پھر دوبارہ لیٹ گیا۔ بنا الفاظ کے تبادلہ کے باوجود وہ المیر اپر اپنا اثر چھوڑ گیا۔

"نشئی کہیں کا، ہونہہ!" دل ہی دل میں کہا۔ ظاہر ہے باہر سے میٹھا جو دکھنا تھا۔

"اب کیا؟" بہت دیر بعد گل کے پوچھنے پر فاطر کی مسکان گہری ہوئی۔

"تم کہہ رہی ہو یہ متوازی دنیا ہے میں کہہ رہا ہوں یہ سب بکواس ہے۔ (لڑکی کا چہرہ ہتک سے لال ہوا) تم اپنی بات پر قائم رہو میں اپنے ارادہ پر۔" کہنیوں کو گھٹنوں پر رکھتے آگے ہوا۔ "تین دن تک دیکھتے ہیں کس کی رائے حتمی ہے اور جس کی حتمی ہوگی۔۔۔" گل جواب کی منتظر بنی دیکھ رہی تھی۔ "وہ یہاں سے ہم سب کو نکالے گا۔"

"وہ کیسے؟" گل کچھ الجھی مگر اس کے باوجود بھی فاطر کے پختہ عزائم نہ ڈگمگائے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"راستے کبھی بند نہیں ہوتے۔" گل کی آنکھوں میں دیکھتے تصدیق دی۔ "ویسے بھی میرے ڈیڈی کہتے تھے مواقع پیدا کیئے بغیر جینے سے موت بہتر ہے۔" المیرا کے سیب تک جاتے دانت رک گئے۔ پورا وجود جیسے رک گیا۔

"میں اپنے ابا کی بیٹی ہوں اور وہ کہتے تھے مواقع پیدا کیئے بغیر جینے سے موت بہتر ہے۔"

فاصلہ پر بیٹھا فاطر اسلام لا علم تھا کہ ان کچھ الفاظ نے المیرا کو اپنی زندگی کا کون سا باب یاد دلایا۔ اسے پہلی مرتبہ وہ آدمی کچھ عقلمند سا لگا تھا۔

گل اسکے الفاظ سمجھتے دھیرے دھیرے گردن ہلانے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ تین دن کا وقت ہے نا اور جو صحیح ثابت ہوا وہ یہاں سے نکالے گا۔" ہونٹ کا ایک کونا دباتے وہ سوچ رہی تھی۔ "لیکن آپ کو میری بھی ایک کنڈیشن ماننا ہوگی۔" مرد کے چہرہ کا طنز ابھی بھی کم نہ ہوا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کسی کو بھی یہ علم نہیں ہونے دینا ہم اس دنیا سے نہیں۔(فاطر نے ہنسی دبائی) اگر انہیں لگ رہا ہے ہم یہاں کے ہیں تو ٹوکنے کی ضرورت نہیں۔ہم سب اپنا اپنا کام صحیح سے انجام دے گیں۔" وہ اب انہیں کسی سربراہ کی طرح سب سمجھا رہی تھی۔

"پھر چاہے وہ میری مشق ہو......"

(آہستہ سے لمبی سانس لی گئی۔فضا میں گونج ہوئی۔سمندر کی لہروں میں جوش آیا۔ سپاہی کا تیر حدف سے ٹکرایا۔کماری کی آواز بلند ہوئی اور گل نے پوری قوت کے ساتھ تیر چھوڑتے آنکھیں بند کر لیں۔)

"دبیر تمہارا انصاف دلانا......"

(دروازے سے آنے والا ہر شکایت کنندہ سامنے رکھی گدی پر بیٹھتا فریاد سناتا، مدد طلب کرتا، دبیر اس سے جھولی بڑھ کر دعائیں سمیٹتا اور وہ آدمی پھر واپس اپنی دنیا میں گم ہو جاتا۔)

"المیرا کا ملکہ بن کر رہنمائی کرنا......"

(میز کے ایک طرف کھڑی ملکہ سے ایک وزیر مخاطب ہوئی۔ المیرا نے آج چاندنی رنگ کی ساڑی نما فارک پہنی تھی۔ بال وہی جوڑے میں مگر آج ان سے جڑا پلو مختصر سا تھا۔ کندھوں کے گرد جالی دار چھوٹا چغہ اور داستانہ ایک ہی ہاتھ میں۔)

"یا۔۔۔آپ کا اس کی خدمت کرنا۔" یہ الفاظ نہیں ٹھنڈی پھوار تھی جو المیرا کے پورے وجود کو مہکا گئی۔

(سیاہ لباس میں ایک مرد ہاتھ میں چھڑی لیئے پھل کاٹ رہا تھا۔ماتھے پر جھولتی ایک گول لٹ کیفیہ سے جھلکتی آگے پیچھے ہو رہی تھی۔فاطر اسلام کی نظریں مستحکم مگر انداز بیزار تھا۔)

"جب تک ہم اس دنیا کے loop holes اور backdoors نہیں سمجھ جاتے ہمیں یہاں کا بن کر رہنا ہے۔" سب کے چہروں کو باری باری دیکھا۔

"وہ تو وقت ہی بتائے گا۔" دل ہی دل میں ہنستے ہوئے فاطر نے بظاہر گردن ہاں میں ہلادی۔

" میرا تو کام آسان ہے تم لوگ اپنا سوچ لو۔" دوپٹے کو درست کرتے کہا جیسے احسان کر رہی ہو۔

"تمہارا ہی کام سب سے مشکل ہے۔" وہ جو دوپٹے کے اختتام کو ہتھیلی پر پھیلا رہی تھی ٹھٹکتے ہوئے اسے دیکھا۔ کمرے میں موجود چراغوں کی روشنی تلے گل جان کے تاثرات تنفر میں اوڑھے تھے۔ "اگر ان کو ذرا بھی شک ہوا کہ تم ملکہ نہیں تو سمندر میں ایسا قہرام آئے گا کہ تمہاری چالاکی بھی اسے نہیں تھام سکے گی۔" دوپٹہ ہاتھ میں پھیلاتے المیرا اپنی سابقہ روم میٹ کی معصومیت پر مسکرائی۔

" ناکارہ سمجھنا چھوڑ دو گولڈن گرل۔ تم ابھی المیرا کی کہانیوں سے واقف نہیں ہو۔"

اسے خود شناسائی کہا جائے یا غرور۔ جو بھی تھا گل جان لب سی گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

'' خیر۔۔۔'' المیرا کرسی کی ایک طرف مڑی اور زرا آگے ہوئی۔ ''تم سب نے اپنی شرائط رکھی ہیں تو اب ایک میری بھی مان لو۔''

''یہاں پہلے ہی تمہارا فائدہ ہو رہا ہے المیرا!'' گل کے جبڑے تن گئے، وہ ابھی تک اس کا دھوکہ نہیں بھولی تھی۔

'' تم لوگوں کا بھی ہو رہا ہے۔ میں تو یہاں خوش ہوں، بھاگنا کسے ہے؟ اور میری مدد کے بغیر یہ تم تینوں کے لیئے ایک ناممکن شہ ہے۔'' گل کا واقعی کبھی کبھار دل کرتا تھا المیرا کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دے۔ مگر پھر وہی وہ فاطر اسلام نہیں جو impulsive thoughts کو جیتنے دے۔

''ٹھیک ہے، کہو۔'' کرسی پر پیچھے ہوتے ہونٹوں کا کنارہ اٹھایا۔ ''فاطر اسلام مجھے سب کے سامنے تمیز سے مخاطب کرے گے۔''

('' میں بدتمیزی سے بھی مخاطب نہ کروں۔'' اس نے خود کلامی کی۔)

www.novelsclubb.com

"نامنظور۔"فوراً کہا۔"آ گے۔"المیرا کا حلق اندر تک کڑوا ہو گیا۔دماغ کی پھڑکتی رگ کو قابو کرتے اس نے کہا"اگر تم میری شرط نہیں مان سکتے تو میں بھی تمہاری نہیں مان رہی۔مت بھولو تاج نے مجھے چنا ہے۔۔۔"

"پہلی بات۔۔۔"ملکہ کی بات کاٹتے خادم خاص کھڑا ہوا۔"تم کوئی ملکہ نہیں، کیونکہ یہ سب اصل نہیں۔"جیلبیہ کی جیب میں ہاتھ ڈالے۔"دوسری بات، میں کچھ گھنٹوں پہلے کی بے عزتی ابھی تک نہیں بھولا۔اور تیسری بات۔۔۔(انگوٹھا اٹھایا)تم نے تاج کو بھی رشوت دی ہو گی،اثاثے کبھی کم تھوڑی نہ ہوئے ہیں تمہارے پاس۔"

www.novelsclubb.com

المیرا اٹھی گردن کے ساتھ کچھ پل ان آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

"میں چاہے حقیقی ہوں یا جعلی مگر۔۔۔۔۔۔۔جس تلوار سے تمہاری گردن اڑائی جائے گی وہ سو فیصد اصلی ہی ہو گی۔"

امبر اور زمرد نگاہوں میں غنم ایک جتنا ہی تھا۔ المیرا کو یاد تھا کس طرح وہ بھی روشنی تلے بھوری ہوئیں تھیں بلکل ویسے جیسے اسکی ہوتی ہیں۔ وہ دونوں کیونکر نفرت کے دعویدار تھے؟ ان کی تو آنکھیں بھی روشنی تلے متفقہ رنگ میں بدلتی تھیں۔

"جب گردن اڑے گی تب ملنا۔" فاطر نے چیلنج والے انداز میں ایک آئبرو اچکائی اور پیچھے ہٹ گیا۔

دونوں کی آنکھیں ابھی بھی ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ دوجدی پشتی دشمن ایک دوسرے سے کندھے سے کندھا کیسے ملائیں گے؟

www.novelsclubb.com

"ہمارے لیئے المیرا کا ساتھ ضرور ہے فاطر سر۔" گل اپنی نشست سے آدھی کھڑی ہوئی۔ دروازہ کے قریب رکتے فاطر نے مڑ کر ان سب کو دیکھا۔ ایک نظر اپنی ملکہ پر ڈالی اور دوسری نگاہ دبیر پر۔

"تمہاری کوئی شرط نہیں؟" کمرے میں یک دم تمام نظریں دبیر کو اپنے حصار میں لے چکی تھی اور ایک وہ تھا دنیا مافیا سے لاپرواہ۔

فاطر کے سوال میں بس اس نے کروٹ تبدیل کرتے تکیہ سے منہ ڈھک لیا۔اینکر نے برا نہیں منایا بس دروازہ کے کنڈی پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔

اسکی نگاہوں کے سامنے دو منظر ابھرے، پہلا۔۔۔قید سے اس آدمی کو گھسیٹتے لے جانا۔دوسرا،۔۔۔ان تمام مردوں کو مقتل کی طرف روانہ کرنا۔

وہ ڈھیٹ تھا، وعدہ خلاف نہیں۔

"میں نے گل سے جو عہد کیا ہے، اس کے مطابق ہم سب اپنا اپنا کام کرے گیں۔" المیرا کا پور پور مجسم سماعت بن گیا۔"میں صرف اسی معاہدہ کی زیرِ نگرانی تمہاری ایک حد تک بات مانوں گا۔۔۔" المیرا اس کی پیٹھ دیکھتی مسکرانے لگی۔ "مگر جب مجھے محسوس ہوا تمہارے احکام کے پیچھے پرانی دشمنی چھپی ہے، تب مجھ سے اطاعت نہیں (گردن پھیری) عداوت کی توقع رکھنا۔" کمرے کی درودیوار

میں سور سا پھونکتے وہ باقی سب کو تو خاموش کر گیا مگر خود جو اس کا وجود اندھیوں کی زد میں آچکا تھا اس کا کیا۔

وہ اب المیرا کا کہا مانے گا؟ المیرا، عنایت، محسن کا؟ متوازی دنیا میں آ کر رشتے بھی بدل جاتے ہیں کیا؟

★★★★

www.novelsclubb.com

باب محافظ

موسم آج خوشگوار تھا یایوں کہہ لو کے پر امید۔ گل کے دل کے موسم جیسا۔

سفید اور سنہری رنگ والے جہاز کے عرشے پر اس کے علاوہ چھ سات اور لڑکیاں موجود تھیں۔ سب کا لباس اس سے قدرے مختلف تھا۔ سنہری زرے اور سفید کھلی سکرٹس، بالوں کو کس کے پیچھے کیئے اور سروں پر جالی دار سکارف باندر کھا تھا۔

www.novelsclubb.com

جہاز کے کنارے وہ بازو پھیلائے سمندر کی لہروں کو اپنی اجلی رنگت سے ٹکرانے کی اجازت دے رہی تھی۔لبوں پر ایک مغموم سی مسکراہٹ تھی۔اطراف میں شور اور فضا میں خستہ لکڑی کی خوشبو۔

وہ،المیرا،فاطرا اور دبیر یہاں سے ضرور نکلیں گیں۔ساری دنیا کو اپنا قصہ سنائے گیں۔اسے انٹرویوز میں بلایا جائے گا،وہ کتاب لکھے گی۔پوری دنیا میں شہرت پائے گی۔

"محافظ خاص۔"

اس کی سوچ کے تسلسل کو یک دم کسی کی رعب دار آواز نے توڑا۔

محافظ گھبرا کر پلٹی۔نیلی آنکھیں خاموش آسمان سے میل کھاتی تھیں۔فاصلے پر وہی عورت کمر پر بازو باندھے گل کو دیکھ رہی تھی۔چہرے پر کوئی جذبہ نہیں۔دبیر کی بہن نا ہو تو۔

"آپ کو آج سے اگلے ایک ماہ تک محافظ بننے کے تربیت دی جائے گی۔" سر تا پیر زرہ میں ڈھکے رہنے کی وجہ سے ہی آس پاس چلتی ہوا کماری کا کچھ نہیں بگاڑ رہی تھی۔اس کے چوکس اور خشک لہجے پر گل نے ایک ہی نتیجہ اخذ کیا" لگتا ہے اس کو میرا محافظ بننا پسند نہیں آیا۔"

"مجھے آپ کے مفافظ ہونے یا نہ ہونے سے غرض نہیں۔ ملکہ نے حکم دیا ہے کہ آپکی تربیت میرے ہاتھوں ہو، تو وہ میرے ہی ہاتھوں ہو گی۔" گل اپنی جگہ پر جم سی گئی۔اسے کیسے معلوم ہوا کے میں ابھی یہی سوچ رہی تھی۔

اسکی ہتھیلی خشک ہوا تلے جم چکی تھی۔اپنی جگہ سے مڑتے کماری نے دو عورتوں کو آنکھ سے اشارہ کیا۔

"سب سے پہلے اور سب سے اہم ہنر جس میں ہماری ریاست صفِ اول رہی ہے۔" ایک طرف کو رکھے اوزار کی طرف بڑھتے وہ کہہ رہی تھی۔

"تیر اندازی۔" تیر اور کمان ہاتھ میں لیتے وہ گل کی طرف مڑی وہ ابھی بھی وہیں کھڑی تھی۔ کیا اب مجھے تیر چلانا سیکھنا ہے؟ گھبراتے ہوئے عینک درست کی۔

"میں اتنے دور سے آپ کو تیر مار سکتی ہوں تیر مارنا سکھا نہیں۔" اس دھمکی نے جیسے اس کے اندر بجلی سی بڑھ دی۔ تقریباً دوڑتے ہوئے وہ اس فوجی سربراہ کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ وہ اس ایک عورت کے مقابلہ میں دو گل جان لاتی تو پھر کہیں نظر آتی۔

اس نے ایک نظر لکڑی کے بنے کمان کو دیکھا اور پھر تیر کو۔ چمکتی نوک نے اسکے گردن کے بال کھڑے کر دیئے۔

"بے فکر رہیں میرے ہوتے آپ کو نقصان نہیں ہوگا۔" لب چباتی گل نے کانپتے ہاتھوں کی لرزش پر قابو پایا۔ گردن پھیر کر دائیں طرف کو وقفہ سے رکھے

گول حدف کو دیکھا۔ لکڑی پر لگے فرسودہ سفید رنگ کا کپڑا۔ دو لڑکیاں اس کے سامنے اپنی جگہ سنبھال چکی تھی۔ تیسرا یقیناً گل کے لیئے تھا۔

"اتنی ہوا میں تیر اڑ جائے گا۔" سرگوشی اور تیر کمان تھام لیا۔

"تیر کی خیر ہے، آپ مت اڑیئے گا بس۔" اپنے تمام تر خوف پر قابو پاتے وہ اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی۔ چٹیا سی نکلتی لٹیں گردن سے ٹکرا رہی تھیں۔ گل کتابوں اور رازوں میں جینے والی جیمز بانڈ ہے۔ یہ کہاں اسے نیزا اور تلوار کے بیچ رکھ رہے تھے۔

"تیر اندازی کا پہلا اصول.... جسم کو بے جان چھوڑ کر سارا بوج کندھوں میں منتقل کرو۔" کماری نے ایک ہاتھ سے اسے سیدھا کھڑا کیا اور دوسرے سے اسکا بازو درست کیا ایسا کے اب ایک ہاتھ میں کمان اور دوسرے میں تیر تھا۔

"دوسرا اصول، تیر کو ہمیشہ رسی کے اوپر رکھتے ہیں کبھی بھی اندر یہ پیچھے نہیں۔"

گل کی انگلیوں کو درست کیا۔ وہ اپنی دل کی دھڑکن باقاعدہ کانوں میں سن سکتی تھی ۔یہاں تک کہ سپہ سالار کی آواز بھی محض ایک سرگوشی سی تھی۔

"اپنے دوسرے ہاتھ کو کبھی کمان کی شروعات یا اختتام پر نہیں بلکہ درمیان میں (بلنٹ سینٹر پر) رکھتے ہیں۔ مضبوطی سے مت پکڑیں محافظ!" وہ اسکے پیچھے کھڑی اسے تمام ہدایات دے رہی تھی۔ تبھی آسمان میں تیر کے کسی کپڑے کو چیرنے کی آواز آئی۔ گل نے سانس تک روک لیا یوں جیسے وہ تیر اس میں سے آر پار ہوا ہو۔

اسکے ساتھ والی لڑکی نے اپنے حدف کا پہلا نشانہ لیا تھا۔ "کندھوں پر زور دیں ہاتھوں کو پرسکون کر دیں۔" گل نے اپنی آنکھیں بند کرتے ایک سانس اندر لیا۔

"وہ یہ کر سکتی تھی اتنا مشکل بھی نہیں۔"

"کہنی مت موڑیں۔" کماری کی زبان سے نکلنے والی احکامات سلو موشن فلم کی طرح تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم نے اتنی موویز میں دیکھا ہے۔ سوچو کوئی ایسا سین۔" اس کے اپنے خیالات ہر آواز پر بھاری ہوئے۔ سمندر کی سست لہریں۔ کماری کے احکام۔ ساتھ والی لڑکی کا اپنی رسی کھینچنا۔

گل کی آنکھوں کے پردے پر یک دم ہر چھوٹی بڑی فلم کا سین چلنے لگا۔

اونچی عمارتیں، انتشار، آگ اور دھول کو چیرتا تیر۔

"i see better from a distance"

(میں دور سے بہتر دیکھ سکتا ہوں۔)

ایونیجرز کے ہاک آئی کا قول۔ اسے آج تک اس کا کردار کچھ خاص نہیں لگا، کاش لگ جاتا تو آج اس تیر کمان کو ہاتھ میں تھام کر وہ تیار نا سہی پر فخر ضرور ہوتی۔

www.novelsclubb.com

آہستہ سے لمبی سانس کھینچی۔ فضا میں گونج ہوئی۔ سمندر کی لہروں میں جوش آیا۔ سپاہی کا تیر حدف سے ٹکرایا۔ کماری کی آواز بلند ہوئی اور گل نے پوری قوت کے ساتھ تیر چھوڑتے آنکھیں بند کر لیں۔

دل کی دھڑکن بے ہنگم اب تھم رہی تھی۔ ہاتھوں کی لرزش میں سستی آئی۔ کچھ سیکینڈز بیت گئے آس پاس کوئی شور پیدا نہیں ہوا۔

تیر کے کپڑے سے ٹکرانے کا بھی نہیں۔ تب گل نے آہستہ سے بند آنکھیں کھولیں۔ اطراف میں دیکھا سب اسے دیکھ رہے تھے۔ متاثر ہو گئے ہونگے! لیکن پھر ان کی آنکھوں میں کسی عجوبہ کو دیکھنے والے سوال کیوں تھے؟

اسکی چھٹی حس بیدار ہوئی۔ "کیا ہوا؟"

"تم چیخی کیوں؟" سپاہی کے سوال پر اسکی بھونیں الجھ کر جڑیں۔ چہرہ پھیر کر کماری کو دیکھا۔

کوئی تاثر نہیں۔ واپس مڑ کر اپنے نشانے کو دیکھا۔

صاف ستھرا نومولود۔

اسکے کندھے ڈھلک گئے۔ آنکھیں شدت حیرانگی سے گول ہوئیں۔ ''میرا تیر کہاں گیا؟''

''نیچے دیکھیں۔'' کماری کے کہنے پر اس نے اپنے قدموں میں دیکھا۔ ہاتھ میں تھامے کمان پر گرفت ڈھیلی ہوئی۔ بھونیں اپنی جگہ پر آئیں۔ ماتھے کی سلوٹ آزاد ہوئی۔ اسکا تیر پاؤں سے دو انچ کے فاصلہ پر زمین پر گرا تھا۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا روئے یا ہنسے۔ فلموں میں تو اتنا آسان ہوتا ہے۔

پلکے جھپکتے وہ اپنی کاروائی دیکھ رہی تھی۔ ''تو اسے میں کامیابی سمجھوں یا ناکامی؟'' خود ہی سے سوال۔

کماری کے ساتھ کھڑے آدمی نے نیچے جھکتے تیر اٹھایا۔ ”شور مچانے سے کام ہوتا تو جنگیں چیخ و پکار کی بنیاد پر ہی جیت لی جاتیں۔“ گل کو اس وقت خود سا بڑا کوئی بے وقوف یاد نہیں آیا۔

”جگہ سنبھالے، ہم مشق دوبارہ شروع کرتے ہیں۔“ گل اب اس پل کو کوس رہی تھی جب اس نے محافظ ہونے کے گھٹیا کام پر چپ اختیار کی۔ کاش وہ دبیر کی طرح کوئی منصف وغیرہ بن جاتی۔ آرام سے ٹھنڈے کمرے میں بیٹھ کر دوسروں کے دھک سنتی۔ مزے ہی مزے۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب منصف

یہ دھکرے سننا اتنا عذاب کا کام تھا............ کوئی بتائے اسکے ساتھیوں کو۔

جس ہال میں بیٹھ کر انہوں نے کھانا کھایا تھا اسکے ہی ایک طرف محدود سا دروازہ منصف کے لیئے محفوظ تھا۔

دروازہ پار کرو تو منظر شروع ہوتے ہی ختم ہو جاتا۔ سامنے ایک جالی دار دیوار تھی، سورج اور چاند کندھے ہوئے۔ دیوار کے ایک طرف دبیر موجود تھا۔ بھورے جیلبیہ کے گرد اوڑھا مختصر سا سنہری چغہ۔ یہ حلیہ اسے مزید کمزور بنا رہا تھا۔

دروازے سے آنے والا ہر شکایت کنندہ سامنے رکھی گدی پر بیٹھتا فریاد سناتا، مدد طلب کرتا، دبیر اس سے جھولی بڑھ کر دعائیں سمیٹتا اور وہ آدمی پھر واپس اپنی دنیا میں گم ہو جاتا۔ یہاں عورتوں اور آدمیوں کے قاضی مختلف تھے تو انہیں سہولیات اور حدود بھی مختلف دی گئی تھی۔

کھلا تضاد کہہ لو۔

"منصف! جنگ میں میرا ایک بیٹا مجھ سے دور ہو گیا تھا۔ میں اپنی فریاد کس کس کے پاس لے کر جاؤں کہ وہ زندہ ہے اسے بس دشمنوں کے قید سے رہا کر کے لانا ہے؟" آنسو پونچھتا ایک مرد اپنی دکھی کھتا سناتا شکایت درج کروا کر چلا گیا۔ دبیر السازار کا سفید کپڑے میں لپٹا سر جھکا تھا۔

"میرا زبردستی سودا کیا گیا تھا۔ میں اس شادی پر رضامند نہیں تھا مگر میری بہن نے مجھ سے پیچھا چھڑوانے کی خاطر مجھے اندھے کنواں میں دھکیل دیا۔ میں اپنی حالت سے بلکل مطمئن نہیں۔ کچھ کریں منصف۔" دبیر سامنے رکھی کتاب پر بے جا لکیریں کھینچنے میں مصروف سامنے والی کہانی سے لاپرواہ تھا۔

پچھلا کھڑا ہوا، گدی کا کپڑا آہستہ سے برابر ہوا اور پھر دوسرا شکایتوں سے اپنا پیالہ بھرے دبیر کے در پر حاضر ہوا۔

"کیا ہم انسان نہیں؟ صبح شام ہم کام کرتے ہیں اور نتیجہ کیا؟ جانوروں سے بدتر رویہ ہے ہمارے ساتھ۔" جمائی روکتے اس نے اپنی لکیروں میں رنگ بھرا۔ اسے کیا غرض ان لوگوں سے، یہ کون سی اس کی دنیا تھی۔

اگر دبیر کے کندھے پر سے جھانکو تو کچھ پل کے لیئے تم بھی حیران رہ جاؤ گے۔ قلم کی مدد سے اس نے کورے صفحہ پر انسانی ہاتھ کا خاکہ بنایا تھا۔ وہ تصویر کچھ یوں بنی تھی کے ہاتھ صفحہ سے تھوڑا اٹھا ہوا محسوس ہوا۔

"ویسے برا مت منائیں گا مگر۔۔۔مجھے یوں منصف رکھنے کی وجہ سمجھ نہیں آرہی۔میں تو بہت خوش ہوں بھائی اپنی زندگی سے۔گھر میں پورا دن رہ کر عیش کرنی ہوتی ہے،نہ کمانے کا بوج،نہ نوکری کا جھنجھٹ۔" یہ صبح سے آنے والے کوئی چھوتا شخص تھا۔فریاد اور انداز باقیوں کے مقابلے خاصا لاپرواہ اور مطمئن۔

وہ چلا گیا تو دبیر نے گردن جھکا کر اپنے سکیچ کو دیکھا۔وہ اتنا لاجواب تھا کے دیکھنے والا داد دیئے بنا نہ رہ سکے مگر دبیر کے لیئے وہ عام سی بات تھی۔

تصویر والا صفحہ آگے پلٹتے اس نے قلم کی نوک کاغذ پر رکھی۔

جب تک وہ یہاں سے نکل نہیں جاتے،یہ وقت گزاری کا سب سے بہترین طریقہ تھا۔

کچھ بھولی عادات کو کیوں نا دوبارہ سے دوہرایا جائے۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب خادم

خدمت گزاری آسان ہو گی، یہ حسین خیال بھولے سے بھی ان دو کے ذہن میں نہیں آیا۔ اتنا تو وہ بھی جانتے تھے المیرا کے ماتحت رہتے کوئی بھی کام آسان نہیں۔

(یہ ماہِ ملکہ کا بالائی عرشہ تھا۔ بالائی عرشہ یا عام زبان میں upper deck روایتی سمندری جہاز کو چلانے کا کام سرانجام دیتا تھا۔ اس کا بنیادی مقصد جہاز کے رہنما کو ایک ایسا محفوظ مقام فراہم کرنا ہوتا ہے جہاں سے وہ کھڑا ہو کر جہاز کو سمندر اور ہوا کے بہاؤ پر برقرار رکھ سکے۔)

بھوری اور سنہری لکڑی کا کمرہ جس کے وسط میں چوڑا اور مضبوط میز موجود تھا۔ میز کی ایک طرف دو وزراء چوکنے کھڑی تھیں اور دوسری طرف گہرے سبز کا فتان اور بھاری تاج والی ماہِ نگار منظر کو مکمل کرنے کا فریضہ انجام دے رہی تھی۔

"ماہ ملکہ تنظیم کی پہلی حکمتِ عملی یہ ہے کہ ہمیں مختلف ممالک سے اپنے تعلقات بحال کرنے ہونگیں۔" میز کے ایک طرف کھڑی ملکہ سے ایک وزیر مخاطب ہوئی۔ المیرا نے آج چاندنی رنگ کی ساڑی نما فارک پہنی تھی۔ بال وہی جوڑے میں مگر آج ان سے جڑا پلو مختصر سا تھا۔ کندھوں کے گرد جالی دار چھوٹا چغہ (capelet) اور داستانہ ایک ہی ہاتھ میں۔

"ابھی تک ہماری کمر توڑنے میں سب سے بڑا ہاتھ انہیں خراب خارجہ تعلقات کا ہے۔" نارنجی بالوں والی وزیرِ خارجہ ادوب ملکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے محو گفتگو تھی۔ اپنی عدم دلچسپی چھپائے وہ بغیر داستانے والا ہاتھ بلبل کو تھمائے اسکی مالش کرڑوا رہی تھی۔

"اپنی حالت کو مدِ نظر رکھتے ہم نے کافی ممالک کو پیغام بھجوایا ہے۔" نگار نے المیرا کو سننے کا اشارہ کیا۔ جھوٹی مسکان لبوں پر سجاتے اس نے اپنی بہن کو تسلی دلائی۔ "اس وقت ہمیں زمین کی ضرورت ہے اور کافی ممالک کو گندم کی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"گندم کی؟"المیرا کے آئبرو سوالیہ انداز میں بلند ہوئے۔ان سے فاصلہ پر موجود کمرے کا واحد مرد منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔آگے ہوتے ماہِ نگار نے المیرا کو کہانی سنائی۔

"ہم لوگ اپنا زیادہ گزر بسر سمندر کے زریعہ گندم کا کاروبار کر کے پورے کرتے تھے۔ تین سال پہلے آنے والے قحط نے ہمیں فائدہ پہنچایا اور بیشتر مشرقی ممالک ہم سے دوگنی قیمت میں گندم خریدنے پر مجبور ہو گئے۔"

"تم لوگوں کی ریاست کہاں تک پھیلی تھی؟"بلبل بے نیازی سے اپنی ملکہ کی خدمت میں مشغول تھی۔ادوب المیرا کی لاعلمی پر حیران ہوئے بنا نہ رہ سکی۔یہ کیسی سربراہ تھی؟

ادھوری خواہشات سے بھری ایک سرد آہ خارج کرتے نگار نے ہاتھوں کو کافتان سے ڈھکا۔"مصر پورا ہمارا تھا۔"

"تو پھر تم مصر کے اندر سفر کیوں کر رہے ہو؟ ملک بدر کرنے کے بعد تو ہمیں کسی دوسرے ملک میں ہونا چاہیئے۔" ان سے دور سیاہ لباس میں ایک مرد ہاتھ میں چھڑی لیئے پھل کاٹ رہا تھا۔ ماتھے پر جھولتی ایک گول لٹ کیفیکتہ سے جھلکتی آگے پیچھے ہو رہی تھی۔ فاطر اسلام کی نظریں مستحکم مگر انداز بیزار تھا۔

میز کے بالکل کونے پر ایک کاغذ گول ہوا بندھا تھا۔ نگار کے رسی کو ایک انگلی سے جدا کرنے پر وہ کاغذ کھلتا میز پر پوری طرح پھیل گیا۔ وہ نقشہ تھا، بغور دیکھنے پر وہ اپنی دنیا کا لگتا تھا۔

"بہت سی متوازی کائنات میں رقبہ، ممالک، حتی کے زبانیں بھی ہم سے مختلف ہوتی ہیں اور پھر کچھ میں مماثلت رکھتی ہیں۔" گل کے کہے الفاظ سنائی دیئے۔ تو مطلب یہ دنیا ہم سے نظام میں متنازعہ ہے۔

"ہم مصر میں اب تک اس وجہ سے ہیں کیونکہ لیبیا کی فوج اس وقت بس اتنے حصہ پر قدم جمائے ہے۔" نقشے کے دائیں طرف کچھ پیادے سرخ اور سنہری

رنگ میں موجود تھے۔ نگار نے انگوٹھی والی انگلی سے سرخ پیادے اٹھائے اور ان میں سے متعدد کو مصر کے نقشے کے اوپری شمال کی طرف رکھا۔

" الیگزینڈریا سے گیزہ تک پھیلے ہوئے علاقے میں فوج کے کثیر دستے قابض ہیں۔ وہ ہمارے ملک کا مرکز تھا مگر صد شکر دریائے نیل کی ابتدائی باڑھ ان سے اب تک محفوظ ہے۔" اس مرتبہ اس نے کچھ گندمی پیادے اٹھائے اور انہیں نقشے کے نیچے جنوب میں، دریائے نیل کے بائیں جانب لکسور سے ہرگادہ تک ایک لکیر میں رکھا۔

"اس وقت ہم یہاں ہیں، اور یہاں سے دریائے نیل ہمیں سمندر کی طرف نہیں بلکہ دوسرے ملک لے جارہا ہے۔"

"مالکن!" کمرے میں یک دم خاموشی چھا گئی۔ اس آواز سے المیرا کے اندر کا خود سر انسان خوش ہوا۔

لبوں کو سختی سے جوڑے خادم خاص میز سے دور کھڑا تھا۔ وہ کتنی ہمت سے یہاں کھڑا تھا یہ اسکے چہرے سے بس اندازہ لگانا ایک ناانصافی ہو گی۔

المیرا نے پلٹ کر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ سامنے رکھی ٹرے میں ایک پیالہ انگوروں سے لدھا تھا، ساتھ ایک پلیٹ میں مختلف پھل کاٹ کر سجائے تھے۔ لبوں پر ایک جلانے والی مسکان لیئے اس نے انگور کے دو دانے اٹھاتے منہ میں ڈالے۔ فاطر آنکھ کے کنارے سے اسکے چہرے پر آتے جاتے رنگوں کو دیکھ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا المیرا کا مقصد بس اسے نیچا دکھانا ہے اپنا پیٹ بھرنا نہیں۔

انگور ختم کرتے اسنے آخری مرتبہ ان کا ذائقہ محسوس کیا۔ چہرے کے تاثرات یک دم بگڑ گئے۔ ''کھٹے ہیں۔'' المیرا نے خفا بیزار نگاہیں اٹھاتے اپنے خادم کو گھورا۔ ''میں نے کہا تھا مجھے میٹھے انگور چاہیے۔''

''آپ نے مجھے جھکنے سے منع کیا تھا.......(نظریں زرا سی اٹھائیں) ملکہ۔'' المیرا کے لبوں پر آنے والی مسکان بے اختیار تھی۔ ہر بار اسکی انا کو ٹھیس پہنچا کر وہ اپنی انا کا پیٹ بھرتی تھی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک آئبرو بلند کرتے بلبل سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔ ”میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کہا تھا، تم الزام تراشی کر رہے ہو اور....... ملکہ پر الزام لگانے کی سزا جانتے ہو؟“

(خود تو تمہیں جیسے یہاں کی ساری سزائیں دفع کے ساتھ حفظ ہیں۔)

دل ہی میں جواب دیا البتہ باہر وہ ایک مظلوم خادم کی طرح لب سی گیا۔ المیرا کو اسکی یہ خاموش ہار کاٹ رہی تھی۔ جلے کٹے جواب اس آدمی پر جچتے ہیں، یہ تعبداری اس کے لیئے کہاں بنی تھی۔

ماہِ نگار نے المیرا کو پکارنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی وہ فاطر کو لتاڑنے کا نیا طریقہ ڈھونڈ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

”یہ پھل کیا دانتوں سے کترے ہیں۔ نہایت نالائق ہو تم۔“ پلیٹ میں سجے بے ڈھنگے پھلوں کی طرف اشارہ کیا۔ کیلا جو کہیں سے چھوٹا کہیں سے بڑا، سیب جس کا چھلکا کہیں سے غائب کہیں سے مڑا اور آم جس کا کوئی ٹکرا موٹا تو کوئی نہایت باریک۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فاطر نے کوئی جواب نہ دیا، المیرا اندر ہی اندر تلملائی۔

''سب سے پہلے تو تم یہ پھل کاٹنا سیکھو۔'' دونوں وزراء نے مدد طلب نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ وہ یہاں ڈوب رہے تھے اور انکی ملکہ کو اپنی غذا کی فکر تھی۔

اپنی کنیز کی طرف پلٹی جس نے فوراً سے سر جھکا لیا۔ ''اسے کھانے کے نگران کے پاس لے جاؤ بلبل۔۔۔۔ آج پورے جہاز کا کھانا میرا خادم خاص بنائے گا۔'' فاطر نے اب کی بار گردن بجلی کی رفتار سے المیرا کی طرف پھیری۔ جہاں وہ روشن آنکھیں بے یقین تھیں وہیں زمرد آنکھیں مقابل کے تاثرات سے مطمئن ہوئیں۔

المیرا کی گردن کچھ ایک دو انچ مزید لمبی ہو گئی۔ طاقت واقعی ایک نشہ ہے۔

★

یہ منظر ڈائنگ ہال کی پچھلی طرف کا تھا۔ جہاں ایک ساتھ دو تین پتیلے اور ایک طرف وسیع تندور موجود تھا۔

ماتھے کے گرد کپڑا باندھے اور کف کہنیوں تک موڑے کوئی تندور میں روٹی لگا رہا تھا، کوئی کونے میں پیاز چھیلنے میں مصروف تھا تو کسی نے دیگ میں چمچ چلانے کا فرض سنبھالا تھا۔

وہ لگ بھگ کوئی چھ سات مرد تھے جن میں اب ایک اور کا اضافہ ہونے والا تھا۔ دروازے کی چوکھٹ پر کھڑا فاطر اسلام منہ کھولے ان سب کو مزدوری کرتا دیکھ رہا تھا۔

"ملکہ کا حکم تو تم اپنے کانوں سے سن ہی چکے ہو۔" بھوری لال آنکھیں فاطر پر مرکوز کرتے بلبل نے کہا۔ وہ چھوٹی سی لڑکی دیکھتی ایسے تھے جیسے ثابت نگل جائے گی۔

فاطر نے جواب نہیں دیا بس دو قدم اٹھاتے اطراف کا جائزہ لینے لگا۔ وہاں سب اپنے کام میں مصروف تھے ان کو آنے جانے والوں سے غرض نہیں تھا۔

"ایک دن میں یہاں کتنی مرتبہ کھانا پکتا ہے؟"

"تین مرتبہ !"لال لمبے سے رومال والی بلبل وہیں کھڑی تھی۔

"اور کتنے لوگوں کا؟"دیگ میں جھانکنے پر اسے گوشت کے بڑے ٹکرے پیاز کے ساتھ پکتے نظر آئے۔

"یہ تم نگران سے پوچھنا، آتا ہی ہو گا بس۔"کچھ سیکینڈز وہاں گوشت کے پکنے کی اور روٹی کے بیلے جانے کی آواز جاری رہی۔وہ ہر چیز پر گہری نظریں ڈالتا کوئی جھول ڈھونڈ رہا تھا جب کمرے کے قریب آتے قدموں کی چاپ میں اضافہ ہوا۔ یک دم تمام گردنیں اسی سمت اٹھیں۔کیا یہ آنے والا کا غضب تھا یا رعب کے سب کے ہاتھوں میں پھرتی آگئی۔

فاطر نے پہلے انہیں دیکھا پھر دروازے پر نمودار ہوتے لوگوں کو۔اخروٹ رنگ کے لباس پر سنہری پٹی کندھوں سے گزار کر کمر پر باندھے ایک آدمی سامنے کھڑا تھا،اس کے بالکل سایہ میں ایک عورت چہرے کو نقاب سے ڈھکے برتن اٹھائے لا رہی تھی۔

فاطر کے قدم آگے اٹھنے سے انکاری تھے، آنکھوں کی بے یقینی ایک دم واجب تھی۔

"ذبیح اللہ!" گنجے سر پر کپڑا باندھے اس آدمی کی آنکھیں خالی مگر زمانہ شناس تھیں۔ بلبل کے پکارنے پر اس نے ایک خاموش ہنکار بھری۔

"یہ خادم خاص ہے۔ ملکہ کا حکم آیا ہے آج سب کا کھانا یہ بنائے گا، اس کو سکھا دیا جائے۔" ذبیح اللہ نے گردن پھیرتے سامنے دیکھا۔ وہ چھ فٹ ایک انچ کا آدمی کسی سخت دیوار کی طرح اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

فاطر کی حیرانگی میں ہر گزرتے لمحے اضافہ ہوا جا رہا تھا۔ "حبتہ اللہ تم؟" کھانے کے نگران کے کان کی لو تک دہک گئی۔ فاطر قسم کھاتا تھا یہ وہی آدمی ہے مگر پھر اسکے بال کہاں گئے اور یہ آنکھیں۔۔۔ اس کی تو ایک آنکھ نکلی نہیں تھی۔

''یہ حبتہ اللہ نہیں اس کا جڑواں بھائی ہے۔'' فاطر نے بلبل کو صرف سنا دیکھا نہیں۔ ذبیح اللہ کی نگاہوں میں کچھ ایسی سختی تھی دیکھنے والا نظریں ملا کر پھیر نا گستاخی سمجھتا۔

بلبل کو ایک نظر دیکھتے نگران نے گردن کی مدد سے ہی اسے جانے کا کہا۔ پیچھے مڑتے اس نے برتن اٹھانے والی کو آگے جانے کا اشارہ کیا اور پھر آخر میں اپنی ساری توجہ اس نئے مہمان پر ٹھہرا دی۔

کچھ دیر اسے یونہی بے مقصد دیکھتے وہ نجانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔ نگاہیں ترچھی کرتے اس کے ہاتھوں کو دیکھا۔ فاطر نے بھی انہیں اپنے سامنے پھیلا دیا۔

انگلیاں بڑی طرح چھل چکی تھیں۔ یہ صرف کچھ پھل کاٹنے کا انجام تھا، ابھی کھانا بناتے تو لگتا ہے وہ اپنا ہاتھ کلائی سے جدا کر بیٹھے گا۔

انگلی کی مدد سے اسے اشارہ کرتے ذبیح اللہ نے آگے چلنے کا کہا۔ فاطر اسلام کے ذہن میں بنتی پے در پے الجھنوں میں اضافہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

پہلی تو یہ، کیا یہ آدمی بولتا نہیں؟اس کا جڑواں تو خاموشی خود پر حرام سمجھتا ہے۔

دوسری یہ......... کیا یہ بھی ماہِ نگار کا آزاد غلام تھا؟

اور تیسری۔۔۔۔وہ آزاد کیسے ہو سکتا ہے؟

کوئی شک نہیں کے آخری والی اسکی عزتِ نفس اور سکون کے لیئے سب سے لازمی تھی۔

★★★★

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

باب ملکہ

وہ جس کے اختیار میں تھمادیا ہے فرمان

بے غرض اور طرار

پورا دن جہاں کسی نے تیر کو بدرجہ مرتبہ کمان سے آزاد کیا، وہیں کوئی کتاب کے صفحات انسانی ہاتھ پاؤں بنا کر سیاہ کرنے میں لگا رہا۔ انہیں چھوڑتے کسی نے سیاست

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کو نقشہ کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کی، تو دور کہیں کوئی آنکھ میں آنسو لیئے پیاز کاٹنے میں دھیان کم اور انگلیاں بچانے میں جدوجہد زیادہ کرتا رہا۔

اب سورج ڈھل چکا تھا اور قدرت رات کے اس پہر کا آغاز کر چکی تھی جب سمندر پر بھی سکوت کی چادر بچھ جاتی ہے۔ سیاہ پانی پر تیرتا وہ یکتا نارنجی سفید جہاز جس کا واحد مقصد اپنی ریاست کو پانا اور شناخت سے وفاداری ہے چاند تلے چمک رہا تھا۔

مردوں کو اس بڑھتی دنیا میں عورتوں کی واحد بچتی سلطنت۔

سنسان عرشے (deck) کو تنہا چھوڑ کر سیڑھیوں کا سفر کرو۔ قالین زدہ راہداریاں اور بجھے دیئے۔ جہاز میں موجود تمام مسافرین سو چکے تھے اور جب دنیا خوابوں کی وادی میں کھو جاتی ہے تب ہی سیاہ حقائق اور منصوبے نیند سے جاگتے ہیں۔

راہداری میں بالکل سیدھا چلتے آؤ تو وہ ایک دروازے کے سامنے آرکے گی۔

دروازے پر ایستادہ دو عورتوں میں سے ایک سے تم واقف تھے اور ایک سے

غیر آشنا۔ گل جان چاق و چوبند کھڑی پسینے کی بہتی اس ایک بوند کو بمشکل نظر انداز کر رہی تھی۔ ساتھ والی سپاہی کرسی لگائے سو چکی تھی۔ اس نے کون سا دنیا پر قابض ہونے کی تدبیریں بنانی ہیں۔

دفعتاً ان دروازے میں سے ایک کا پٹ ہلکا سا جدا ہوا۔ موم بتی تھاما ایک مومی ہاتھ باہر نکلا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ پورے وجود میں بدل گیا۔ ملکہ کے پر جائزہ چہرے پر شمع کی جلتی روشنی تھی۔

سیاہی میں پہلی روشنی المیرا نے پھیلائی تھی۔

"سب سو چکے ہیں کیا گولڈن گرل؟" گردن اطراف میں دوہرائی پھر اپنی محافظ کو دیکھا جو منہ پھلائے دوسرے رخ پر دیکھ رہی تھی۔ المیرا نے دل ہی دل میں آنکھیں گھمائی مگر بظاہر فکر مندی سے گویا ہوئی۔

”یہ روٹھا ہوا لہجہ اور لال ہوتیں گالیں سنا رہی ہیں قتل کرنے کے بہانے۔“ ہنستے ہوئے اس نے گل کے کندھے سے کندھا ٹکرایا۔ جواباً وہ دو قدم اچھلا کر دور کھڑی ہوئی۔ عینک کے پار آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔

”ایسے دبیر کو دیکھنا پگھل کر موم نا بنا تو لعنت ہو المیرا کے تجربہ پر۔“ شوخ لہجہ میں کہتے اس نے گل کے گالوں پر چٹکی کاٹنا چاہی مگر اس نے پہلے ہی المیرا کا ہاتھ جھٹک دیا۔

ڈرنے کی اداکاری کرتے المیرا پیچھے ہونے لگی۔ گل کی برداشت کی حدود تمام ہو چکی تھیں۔ اندر بنا لاوا ایک دم المیرا پر انڈیلا۔

”تمہیں اگر لگ رہا ہے کے مجھے پھنسا کر کمزور کر دو گی تو بھول ہے تمہاری۔“ شہادت کی انگلی سے ملکہِ ماہ کی طرف اشارہ کیا۔ ”ہماری بات ہوئی تھی کہ میں مہمان بن کر رہوں گی۔ یہ تمہاری حفاظت کی بات تو کبھی تہہ نہیں ہوئی تھی ہمارے درمیان۔“

"میری محافظ بن کر تم زیادہ قریب رہ سکتی۔۔۔۔"

"جھوٹ مت بولو!" اسکے چیخنے پر پیچھے سوئی سپاہی نیند میں بڑبڑائی۔ گل نے خجل ہوتے چہرہ پھیر لیا۔

"تمہاری ہی بے وقوفی ہے۔" کندھے اچکاتے اس نے بات کا آغاز کیا۔ "میری کہانی استعمال کرتے وقت تم نے یقیناً اس میں کوئی ردوبدل نہیں کی ہو گی۔ خود چلتے تم میرے جال میں آئی ہو تو اس میں ملکہ کیا کرے۔" بغیر دیکھے تجزیہ کیا اور موم بتی کی مدد سے آگے چلنے لگی۔ گل تو اسکی ہڈ حرامی پر ہی بوچھنکارہ گئی۔

"تم نے مجھے manipulate کیا ہے المیرا! میری زبان میں اپنے آدھے الفاظ ڈال کر اپنی بساط میں مجھے مہرہ بنایا ہے۔" کندھے سے پکڑتے اپنے رخ پر موڑا۔

"تصحیح کیجیئے آنستہ......آپ manipulate ہونا چاہتی تھیں تبھی تو آپ نے میری کہانی استعمال کی۔ یہ تمہیں بھی معلوم تھا کہ اتنی عقلمند تم ہو نہیں کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بیٹھے بیٹھے کہانی بُن لو۔ تم نے بھی میر اٹیلنٹ استعمال کیا اپنی بساط میں مہرہ سجانے کے لیئے۔" دروغہ گوئی تو المیر اپر ختم تھی۔ اپنا کندھا آزاد کرواتی اس نے موم بتی کی روشنی سے راستہ دیکھنا شروع کیا۔

گل کا ہاتھ پہلو میں جا گرا۔ اس کا ذہن تھکن سے چور اور قدم بھرے تھے۔ جبکہ دوسری طرف المیرا کے چہرے پر دیکھو تو ایک مکرہ فاتحانہ مسکان دکھے گی۔

گل کی کمزوریاں المیرا کے لیے بناڈھکن کے مٹھائی تھیں...... جسے وہ ہر موقع پر چھکنے پہنچ جاتی۔

دو قدم چلنے پر ایک سلاخ دار دروازہ کے سامنے رکتے اس نے موم بتی بند کنڈی کے سامنے کی۔ آہستہ سے کھولنے پر بھی اس زنگ آلود دروازے کی آواز کانوں کو چیرتی تھی۔

"آہستہ!" گل کی غصہ میں ڈوبی سرگوشی کے جواب میں المیرا نے ہاتھوں کی رفتار سست کر دی۔ محافظ نے دائیں بائیں گردن ہلاتے خود کو ہی کوسا۔ "میں ہی

پاگل ہوں جو اسے چھیڑ دیتی ہوں۔ مجھے اس بد تمیز اور مکار سے بات ہی نہیں کرنی چاہیئے۔"

اطمینان سے کنڈی کھولتے المیرا نے دروازہ ایک طرف کیا اور اندر داخل ہوئی۔

چار قدم کی راہداری کے اختتام پر ایک پردہ تھا۔

اس سے پہلے کے گل اسے روکتی المیرا نے اخلاق کو بلائے طاق رکھتے پردہ پوری قوت سے وا کیا۔ اندر بیٹھا فاطر بوکھلا کر کھڑا ہوا۔ چہرے پر پھیلی گھبراہٹ وقتی تھی کیونکہ اسکی جگہ فوراً ہی غصہ نے لے لی۔

"تمیز تہذیب سے واسطہ ہے تمہارا؟" اونچی آواز میں بولتے اس نے میز پر سے چیزیں سمیٹنا شروع کی۔

"نہیں! کیونکہ سب تم بغیر ڈکار مارے کھا چکے ہو۔" طنز کرتے وہ میز کی طرف بڑھی۔ اس سے پہلے ہی فاطر قلم کاغذ سمیٹ کر ایک طرف ہو چکا تھا۔ کمرہ

کافی چھوٹا تھا۔ دیوار سے لگا بستر سامنے ایک میز کرسی۔ ساتھ ایک مختصر سی الماری اور دیوار میں موجود واحد روشن دان۔

"کیا بغاوت کی ترکیب بنا رہے تھے؟" المیرا نے اسکے کندھے کے اوپر سے جھانکا۔

"نہیں تمہارے قتل کا منصوبہ۔" پھنکارتے ہوئے وہ گل کی ایک طرف سے ہوتا باہر نکلا۔ کوئی اور ہوتا تو المیرا ہنس دیتی لیکن فاطر کے لیئے تو اسے اپنی ہنسی بھی زہریلی لگتی تھی۔

"رکو!" بیچ راستے میں ہاتھ کے اشارے سے روکا۔ فاطر کو چاروناچار رکنا پڑا۔

"ہم اپنی دنیا میں نہیں جہاں تمہارا یہ رویہ میں برداشت کرلوں۔"

("تم تو فاطر کا ایسا رویہ وہاں بھی برداشت نہیں کرتی۔") گل نے دل ہی دل میں کہا۔

"یہاں میں ملکہ ہوں تو نخرہ بھی میں ہی دکھاؤں گی۔" المیرا ایک قدم آگے بڑھی۔ "نہیں تو تمہاری زندگی تو ویسے بھی اس وقت میرے ہاتھ میں ہے اور یہ تو تم ہی کہتے تھے......المیرا کے ہاتھ میں چیز بستی نہیں اجڑتی ہے۔" فاطر کے تنے آئبرو ماضی کی یاد سے ڈھیلے ہوئے۔ زبان تالو سے جا لگی۔

"فالو می!" ایک ادا سے اپنی سفید فراک لہراتے اس نے قافلے کی سربراہی شروع کی۔

غصہ کے گھونٹ بھرتے فاطر نے اپنے پٹی زدہ ہاتھوں کو بھینچ لیا۔ گل تو البتہ ابھی بھی المیرا کو سمندر میں دھکا دینے کی رائے پر قائم تھی۔

"یہاں سے نکلتے ساتھ تمہیں دوسری بار جیل بھجوانے کا پروگرام پکا۔" زنگ آلود دروازہ کو بند کرتے اس نے خود سے عہد کیا۔

★

مقام: منصف اعلی کا شکایت کمرہ

اس چھوٹے سی جگہ کا منظر کچھ یوں تھا۔ درمیان سے لکڑی کی دیوار ایک طرف کو کھسکادی تھی۔ گدی پر دبیر بیٹھا تھا۔ دیوار کے ساتھ گل کھڑی تھی۔ میز کے ایک طرف فاطر گٹھنے کی مدد سے بیٹھا تھا اور دبیر کے بائیں پر المیرا گھٹنوں پر ٹھوڑی رکھے سب کو باری باری دیکھ رہی تھی۔

موم بتی میز کے ایک کونے پر رکھی تھی۔

"نقشہ المیرا۔" فاطر نے ہاتھ اسکی طرف بڑھایا جس کے جواب میں اس نے بس پلکیں جھپکائی اور یوں دیکھا جیسے اسے بات ہی نہیں سمجھ آئی۔ اس سے پہلے کے وہ کچھ کڑوا بولتا پیچھے کھڑی گل نے اپنی جیب سے نکال کر ایک تہہ شدہ کاغذ اسے تھمایا۔

پیشانی دو انگلیوں سے مسلتے اس نے گانا گنگناتی المیرا کو اشارہ کیا۔

"دیکھو المیرا!" المیرا کے گول ہوئے ہونٹ رکے۔ "مجھے بات لمبی کرنا، تمہید باندھنا، یا وقت ضائع کرنا نہیں پسند۔ میں مانتا ہوں تمہیں میری شکل دیکھ کر قتل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کرنے کے 101 خیالات آتے ہیں مگر اس وقت...... ہم سب کا مقصد ایک ہے۔ تو برائے مہربانی اپنی دشمنی کو تھوڑی دیر کے لیئے ایک طرف رکھ کر بات بات پر مجھے زچ مت کرو۔" اس کے بعد وہ امید رکھتا تھا کے المیرا اس کی بات ضرور سمجھے گی۔ ظاہر ہے بچی تھوڑی نا تھی۔

"میں تو کروں گی تنگ، روک سکتے ہو تو روک لو۔" کچھ سیکینڈز کی بنائی امید المیرا نے ایک جملے سے بجھا دی۔ اتنی نفرت اسے آج تک کسی جھوٹے، دوغلے انسان سے نہیں ہوئی جتنی اس وقت اسے اس جعلی ملکہ سے محسوس ہو رہی تھی۔

فاطر نے بولنے کے لیئے لب جدا کیئے جب دبیر نے آگے ہوتے اسکے ہاتھ سے نقشہ چھین لیا۔ یہ دونوں تو پوری رات لڑ سکتے ہیں البتہ دبیر ایک گھنٹے سے زیادہ انہیں اپنے گرد برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔

"یہ ہے ماہِ ملکہ کا نقشہ جو ہمیں بلبل نے المیرا کے حکم پر ڈھونڈ کر دیا ہے۔" گل نے کہنا شروع کیا۔ "اگر ہم نے اس جہاز کی خامیاں ڈھونڈنی ہے تو سب سے پہلے

ہمیں اس کے اعضا تشریح کرنے ہونگے۔" زرا سا آگے آتے اب اس نے انگلی کی مدد سے سب سے اوپر کی سطح پر ہاتھ رکھا۔

"جہاز کی خامیاں نہیں، سچائی۔" فاطر کی بات نظرانداز کی۔

"ماہِ ملکہ تین منزلوں پر مشتمل بحری جہاز ہے۔ جہاں سب سے اوپر والی منزل پر quarter deck جسے ہم جہاز کا کنڑول روم بول سکتے ہیں مشتمل ہے۔ اسکے علاوہ ہی ایک طرف کو رکھے ان چار توپ کو ہم fore castle کہتے ہیں۔ (اس نے جہاز کی ابتدا پر انگلی رکھی) درمیان میں جو یہ دروازہ ہے یہ قید خانے کا.......۔"

www.novelsclubb.com

"رکو! رکو! رکو!" المیرا میز پر ہاتھ رکھتے آگے ہوئی۔ "تم اتنی گہرائی میں مت جاؤ ہمیں معلوم ہے تمہارے پاس دینے کو بہت گیان ہے۔ بس ہمیں سطحی علم چاہیئے۔" گل نے لبوں کو ایک سیدھی لکیر میں کھینچ لیا۔ " اللہ معاف کرے، میرا

تو سر چکرا دیا تم نے۔'' گل نے اسے جواب دینے کے بجائے دبیر اور فاطر کو مدد طلب نظروں سے دیکھا۔

آنکھوں سے ''المیرا کو اگنور کرو'' کا اشارہ کرتے فاطر نے نقشہ اپنے سامنے پھیلایا۔

وہ نہایت بوسیدہ اور مٹا ہوا تھا۔ نہ سہی سے الفاظ دکھ رہے تھے نہ جگہیں۔

تھوڑی دیر تک ہاتھ کی پشت کو ہونٹوں پر رکھے وہ سوچتا رہا۔ دبیر ان سب سے لا پرواہ اپنے خیالات میں مگن تھا۔ اسکو اپنی خوراک کی بے تحاشہ طلب ہو رہی تھی۔ ضبط کرنے کی خاطر وہ ناخن سے انگوٹھے کی جلد کھرچنے لگا۔

''پہلی منزل پر ملکہ کا کمرہ اور رہائش کے لیئے خیمے موجود ہیں۔ ملکہ کے کمرے کے ایک طرف اس کا اپنا ملاقاتی کمرہ ہے اور دوسری طرف خادم خاص کا کمرہ۔''

فاطر نقشہ کو دیکھتا جاتا اور سمجھاتا جاتا۔ المیرا ابھی آگے ہوئے اب علم جذب کر رہی تھی۔

"اس سے نیچے کی منزل پر ہال کمرہ، وزراء کے کمرے اور جنگی ساز و سامان موجود ہیں اور سب سے آخری منزل پر گودام، قید خانہ، ڈائنگ ہال اور گیلی (جہاں کھانا پکتا ہے) بنے ہیں۔" مزید تھوڑا غور کیا اور پھر نقشہ کی ایک جانب گول دائرہ سا کھینچا۔

"یہ جہاز کا درمیانی مشرق (eastern waist) ہے جہاں ایک ساتھ چار ننھی کشتیاں موجود ہیں۔ اس جہاز سے نکل کر ہم سیدھا پورٹ پر جائیں گیں۔ مدد ان کشتیوں کی لینا ہوگی۔ تم میں سے کسی کو چلانی آتی ہے چپو سے کشتی؟"

اس کی بات ختم ہوئی تو سب کو سر اٹھا کر دیکھا۔ المیرا کاغذ پر جھانک رہی تھی۔ دبیر ناخن کتر رہا تھا اور گل وہ کچھ کہنے کو تیار...... فاطر نے اسے بولنے کا کہا۔

"مجھے مسافرین کے نام چاہیئے۔" انگلیاں چٹختے اسکی بات نے فاطر کو حیران کر دیا۔ چھوٹا تو اسے بھی محسوس ہو رہا تھا یوں سب کے درمیان فریاد کرنا۔

www.novelsclubb.com

"یہاں بھی چاہیئے ؟"گل کی گردن کچھ مزید جھک گئی۔"مجھے لگتا ہے میری بہن یہاں پر ہے۔"

کچھ دیر کے لیئے فاطر کچھ بول نہ سکا۔وہ اپنے باپ سے محبت کا دعویدار تھا مگر یہاں آکر اسکے ذہن میں ایک مرتبہ بھی ان کا خیال نہیں آیا۔مگر یہ کیسی بہن تھی،ایک جہاں سے دوسرے میں جانے کے بعد بھی اس کا مقصد ایک ہی تھا۔۔۔اپنی گمشدہ بہن کی تلاش۔

کیا اسے وہ بہادری کا نام دے یا بے وقوفی کے عنوان تلے رکھے۔

"ٹھیک ہے۔ہم تمہاری بہن کو بھی ڈھونڈیں گیں۔۔۔اگر۔"

"یہ متوازی دنیا ہی ہے فاطر اسلام۔"گل کی اٹھی گردن میں پہلی بار فاطر کو خود کے لیئے کوفت محسوس ہوئی۔اگر وہ سیر تھا تو گل سوا سیر۔

فاطر نے نقشہ کو لپیٹنا شروع کیا جب دبیر آگے آیا اور اسکے ہاتھ سے نقشہ لے لیا۔

تینوں نے باری باری ایک دوسرے کو دیکھا۔ ہسپانوی مرد خاموشی سے آتا اور بنا اجازت یا وجہ بتائے کچھ نا کچھ کر جاتا۔

کھانستے ہوئے فاطر نے ان کی توجہ اپنی طرف کی۔ "اب سے ہم ہر دو دن بعد رات کے وقت یہی ملا کریں گے۔ جو جو ہوا، جو جو ہم نے دیکھا یا سہا غیر قدرتی یا نارمل سب ہم ایک دوسرے کو بتائیں گیں۔ کوئی راز نہیں رکھے گا۔" المیرا کو گھورا۔

"میں دوبارہ کہہ رہا ہوں کوئی راز نہیں رکھے۔" اپنے ناخنوں سے کھیلتے اس نے بات ان سنی کر دی۔

www.novelsclubb.com

وہ فلو وقت ان تینوں سے اکتا چکی تھی۔ نہ کوئی ڈرامہ، نہ کوئی مزاح۔۔۔ پھیکے لوگوں سے واسطہ پر گیا تھا۔

★★★★

باب منصف

ان تین کے جاتے ہی اس شکایت کمرے میں خاموشی دوبارہ غالب ہو گئی۔ستارے اور چاند کے نقش ونگار سے تراشی دیوار کی دوسری طرف دبیر کا جھکا سر دکھا۔سفید کپڑے میں لپٹا وہ پہلے سے بھی چھوٹا لگا۔

چھوٹی میز پر کتاب کھلی تھی اور ہاتھوں کی چھلی انگلیاں سیاہی کے دھبوں سے داغدار تھیں۔ایک طرف کو نقشہ پھیلائے وہ اسے بے مقصد گھور رہا تھا۔کھلے کاغذ پر بیشتر ادھورے مکمل سکیچ بنے تھے۔

دبیر السازار کا کھویا ہوا شوق۔دور کہیں سے سمندر کی تلاطم خیز لہروں کی آواز کی گونج ہوئی۔

“ todo ira bién. ”

(سب اچھا ہو جائے گا۔)

آنکھیں بند کرتے گرم سانس لبوں سے جدا کی۔

“ todo ira bién. ”

(سب اچھا ہو جائے گا۔)

بند آنکھوں سے وہ مدھم سرگوشیاں کر رہا تھا۔ وہ وہاں اکیلا تھا، خاموشی اسکی واحد ہم سفر۔

تبھی کمرے کا دروازہ احتیاط سے کھلا اور بند ہوا۔ یقیناً کوئی شکوہ لے کر آیا ہو گا۔

اسے کیا؟ اس نے اَن سنی کر دینا تھا۔

سرگوشیاں ابھی بھی جاری تھی۔ دھیرے دھیرے جھکتے ماتھا کتاب سے جالگا یا۔

“ todo ira bién. ”

ہاتھ میں تھاما قلم دو انگلیوں کے درمیان گھماتے وہ پر سکون ہو رہا تھا۔

“todo ira bién. ”

“todo ira bién. ”

"todo ira bién. "

"دبیر السازار۔"

پہلے کیا تھا؟.........اسے کچھ معلوم نہیں۔ سمندر کی شاندار لہریں، اس کے ہاتھوں کی ہلچل یا اس کے دل کی دھڑکن۔ سب کچھ جیسے ایک وقتی وقفہ میں چلا گیا تھا اور جب اس وقفہ سے لوٹا تو ہر شے کی رفتار دس گنا بڑھ گئی۔ سمندر کی لہروں نے شور کیا، ہاتھوں کی کپکپاہٹ بے تحاشہ ہوئی اور دل کی دھڑکن بے قابو۔

دبیر السازار نے منٹ ضائع کیئے بنا سر اٹھا کر جالی کے پار دیکھا۔ منظر غیر واضح تھا مگر اسے تصدیق کے لیئے کسی چہرہ کی ضرورت نہیں تھی۔ اس آواز کو وہ اپنی بے خودی میں بھی شناس کر سکتا تھا۔ تانبے اور لکڑی کا بنا وہ جہاز چاند کی روشنی استعمال کرتے خود کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہا تھا۔ اس بات سے انجان کے وہ ظاہری خوبصورتی خود میں کس قدر بدنمائی چھپائے ہوئی تھی۔

★★★★

(ماہِ ملکہ قسط نمبر 7 انشاء اللہ مارچ میں)

www.novelsclubb.com